عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

اہلِ مغرب کا دوہرا معیار

جلد:۲۹ | ۴تا۱۰/رجب المرجب ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶تا۲۲/جون ۲۰۱۰ء | شمارہ:۲۳

آزادیٔ اظہارِ رائے یا بغض و عناد؟

خرد کا نام جنوں پڑگیا جنوں کا خرد!

قادیانیوں پر حملہ
ایک سازش

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.or
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

معذور کی تعریف

محمد ارشد یعقوب، کراچی

س:...... میں چند دنوں سے دو امراض میں مبتلا ہوں اور اس کی وجہ سے ایک مسئلہ کا شکار ہوں آپ سے اس مسئلہ کا حل چاہتا ہوں۔ میں شدید گیس کے مرض میں مبتلا ہوں اور ہر وقت گیس پیٹ میں بھری رہتی ہے اور نماز پڑھتے ہوئے گیس کا اخراج ہو جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ میں "Prostal Gland" کے مرض میں مبتلا ہوں، جس کی وجہ سے بعض اوقات قطرے،قطرے پیشاب آتا ہے اور کپڑے خراب ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ ان دونوں صورتوں میں آیا باقاعدہ جماعت سے نماز پڑھ سکتا ہوں؟ اور اگر ہاں تو اس کی صورت کیا ہوگی؟ جواب سے جلد مطلع کریں۔

ج:...... اگر ریاح یا پیشاب کے قطرے اتنا دیر کے لئے بھی نہیں رکتے کہ نماز کا وضو کر کے فرض ادا کر سکیں تو آپ معذور ہیں اور ہر نماز کے وقت میں تازہ وضو کر کے نماز پڑھا کریں۔

چوری کی بجلی اور عبادت

حاجی امیر محمد، بلوچستان

س:...... ہمارے محلے کا پیش امام ہے، جس نے گھر میں چوری کی بجلی لگائی ہے جو کہ میٹر کے ساتھ نہیں لگی ہوئی اور اس بجلی سے گھر میں پانی گرم کرتا ہے، بجلی استعمال کرتا ہے اور پھر وضو کر کے ہمیں نماز پڑھاتا ہے، کیا اس طرح ہماری نماز ہوتی ہے یا کہ نہیں؟

ج:...... آپ کی نماز تو ہو جائے گی، مگر امام صاحب کا یہ طرز عمل ناجائز ہے، بہرحال اپنی نماز سے زیادہ امام صاحب کی آخرت کی فکر کیجئے۔

س:...... آج کل کے معاشرے میں بجلی کافی چوری ہو رہی ہے گھر گھر محلہ محلہ اور بازاروں میں بھی بجلی کی چوری عام ہے، اس چوری کی وبا مسجدوں تک بھی پہنچ چکی ہے، اب ایک مسجد ہے مسجد میں پانی گرم کرنے کا گیزر ہے، جہاں نمازی وضو کرتے ہیں اور باجماعت نماز پڑھتے ہیں تو اس مسجد کی بجلی کی تار بھی چوری کی لگی ہوئی ہے، میٹر کی نہیں ہے تو اس بارے میں بتا دیجئے۔

ج:...... ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مساجد و مدارس کے مصارف سرکاری خزانہ سے ادا کئے جاتے اور اس کی بجلی اور گیس سرکار کی جانب سے مفت ہوتے، تاہم اگر ایسا نہیں ہے تو مسجد کی انتظامیہ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے، تاہم مسجد سے بجلی چوری کی تعلیم اور درس معاشرہ کو چوری پر آمادہ کرے گا، فوراً جائز کنکشن کے حصول کی کوشش کی جائے، لیکن اگر بجلی کے میٹر کی درخواست دینے اور سعی و کوشش کے باوجود محکمہ جائز کنکشن نہیں دیتا تو اس میں بہرحال مسجد اور اس کی انتظامیہ کا قصور نہیں، یہ وبال محکمہ اور سرکار کے سر ہے۔

مسبوق کی نماز

محمد یونس، کراچی

س:...... اگر کوئی شخص باجماعت نماز میں چوتھی رکعت میں شامل ہو جائے تو اسے آگے کی نماز کس ترتیب سے پڑھنی ہوگی؟ امام صاحب کے سلام پڑھنے کے بعد پہلی رکعت پڑھنا ہوگی یا پہلی رکعت میں سجدہ کرنے کے بعد کھڑا ہونا ہوگا؟

ج:...... جو شخص امام کے ساتھ چوتھی رکعت میں شامل ہوا ہے، یہ امام کے ساتھ ایک رکعت پوری کرے، امام کے سلام پھیرنے کے بعد یہ اپنی باقی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے، سب سے پہلے ثنا، تعوذ، تسمیہ پڑھے سورۂ فاتحہ اور سورہ ملائے، رکوع کرے، دونوں سجدے کرے اور قعدہ میں بیٹھ کر تیسری رکعت کے لئے اٹھے، اب وہ صرف تسمیہ پڑھ کر فاتحہ اور سورۃ پڑھے، رکوع کرے، دونوں سجدے کرے اور چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے، تسمیہ اور فاتحہ پڑھ کر رکوع کرے دونوں سجدوں کے بعد تشہد میں بیٹھ جائے، پوری التحیات، درود شریف اور تمام دعائیں پڑھ کر نماز پوری کرے اور سلام پھیرنے کے بعد نماز سے باہر آ جائے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹ ۴تا۱۰/رجب المرجب۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶تا۲۲/جون ۲۰۱۰ء شمارہ:۲۳

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور راٹا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانی مراکز پر حملہ!	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قادیانیوں پر حملہ...ایک سازش	۹	سیف اللہ خالد
اہل مغرب کا دہرا معیار!	۱۱	مولانا زاہد الراشدی
خانہ ساز نبی علی بن محمد خارجی	۱۳	جناب نثار احمد خان فتحی صاحب
آزادیٔ اظہار رائے یا بغض وعناد؟	۱۵	منظور احمد میوراجپوت ایڈووکیٹ
ختم نبوت کورز پروگرام	۲۰	رپورٹ: ابراہیم حسین
میر کارواں کی رحلت (۳)	۲۱	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد!	۲۵	مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی
رد قادیانیت کورس سکھر	۲۷	ادارہ

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکا،کینیڈا،آسٹریلیا:۹۵ ڈالر یورپ،افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث گزشتہ سے پیوستہ

قیامت کے حالات

حوضِ کوثر کے برتنوں کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے:

ترجمہ: ''اگر تم تنہائی میں بھی اسی حالت پر رہا کرو جو میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے اپنے پروں کے ساتھ تم سے مصافحہ کیا کریں، لیکن وقت وقت کی بات ہے (کبھی وہ کیفیت ہوتی ہے اور کبھی وہ)۔''

ایک اور روایت میں ہے:

''لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ حَتّٰى تُظِلَّكُمْ بِأَجْنِحَتِهَا عِيَانًا''

(رواہ ابویعلیٰ، مجمع الزوائد، ج:۱۰، ص:۳۰۸)

ترجمہ: ''فرشتے تم سے مصافحہ کیا کریں، یہاں تک کہ کھلم کھلا تمہارے سروں پر اپنے پروں سے سایہ فگن ہوں۔''

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: ہر چیز کے لئے ایک تیزی اور جوش ہوتا ہے، اور ہر تیزی اور جوش کے لئے ایک ٹھہراؤ ہوتا ہے، پس اگر صاحبِ عمل راہِ مستقیم پر رہا اور اعتدال کے قریب رہا تو اس کے بارے میں اچھی اُمید رکھو، اور اگر اس کی طرف اُنگلیوں سے اشارہ کیا جانے لگا تو اس کو کسی شمار میں نہ سمجھو۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۶۸)

''شرۃ'' کے معنی ہیں: تیزی، زیادتی، جوش، مبالغہ۔ اور ''فترۃ'' کے معنی ہیں: سستی، کمزوری، کمی اور جوش کا فرو ہوجانا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی عمل کرتا ہے تو شروع شروع میں بڑے جوش اور نشاط و رغبت سے کرتا ہے، اور عمل میں زیادتی اور مبالغہ و انہماک سے کام لیتا ہے اور بسا اوقات حد اعتدال سے تجاوز کرکے اِفراط اور غلو کا شکار ہوجاتا ہے، لیکن کچھ مدت بعد اس جوش میں کمی آنا شروع ہوتی ہے اور عمل میں سستی اور کمزوری ہونے لگتی ہے، اس حالت میں بسا اوقات آدمی تفریط و تقصیر کا مرتکب ہوجاتا ہے، شروع میں نشاط و رغبت اور آخر میں جوش کے فرو ہونے کی کیفیت تو کم و بیش بھی کو پیش آتی ہے، لیکن ان دونوں حالتوں میں افراط و تفریط سے بچ کر آدمی اعتدال پر قائم رہے تو اس کے بارے میں اچھی اُمید رکھنی چاہئے کہ ان شاء اللہ یہ فائز المرام ہوگا۔ اس کے برعکس جو شخص جوش کی حالت میں غلو کا شکار ہوجائے اور ایک عابد و زاہد اور خدا رسیدہ بزرگ کی حیثیت سے اس کی شہرت ہوجائے ایسا شخص ''نیکی برباد گناہ لازم'' کا مصداق ہے۔

اس حدیث پاک میں سالکین و عابدین کے لئے سبق ہے کہ اِفراط و تفریط اور حبِ جاہ اور خودنمائی سے پرہیز کریں، اس حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ ہمیں کسی شخص کے بارے میں اس کے ظاہری حالات کے مطابق اچھی اُمید رکھنے کا حکم ہے، لیکن جزم و یقین کے ساتھ کسی کے بارے میں لب کشائی نہیں کرسکتے کیونکہ انجام کی خبر اور قلوب کی حالت اللہ جل شانہٗ کے علم میں ہے، واللہ اعلم!

''اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: آدمی کی بُرائی کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کی طرف اُنگلیوں سے اشارے کئے جائیں دین میں یا دُنیا میں، مگر جس کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ محفوظ رکھے۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۶۸)

دُنیا میں شہرت کا ہونا تو ظاہر ہے کہ بیسیوں آفتوں اور فتنوں کا پیش خیمہ ہے، لیکن دین کے معاملے میں بھی شہرت اچھی چیز نہیں، اوّل تو ایسی شہرت کا حصول ہی عموماً اس وقت ہوتا ہے جب آدمی کوئی نئی بدعت اختراع کرے، یا عبادت میں اس قدر غلو و مبالغہ سے کام لے کہ عام طور سے اس کا چرچا

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

ہوجائے اور یہ دونوں چیزیں آدمی کو راہِ مستقیم سے برگشتہ کرنے والی ہیں۔ علاوہ ازیں حصولِ شہرت کے بعد نمائش و تصنع اور اپنی بزرگی کے احساس سے بچنا ہر ایک کا کام نہیں، البتہ اگر کسی کی شہرت غیر اختیاری طور پر محض من جانب اللہ ہو اور حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل و عنایت سے اس کو نفس و شیطان کے غوائل سے محفوظ رکھے تو ایسے مخلصین کے حق میں شہرت مضر نہیں، واللہ اعلم!

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت تعلیقاً (بغیر سند کے) ذکر کی ہے، مشکوٰۃ شریف اور جامع صغیر میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی شعب الایمان کے حوالے سے نقل کی گئی ہے، چونکہ اس کی سند کمزور ہے اس لئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ''قَدْ رُوِیَ'' کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک مربع خط کھینچا، اور اس کے درمیان میں ایک خط کھینچا اور ایک خط اس کے باہر کھینچا، اور درمیان میں جو خط کھینچا اس کے اردگرد بہت سے خطوط کھینچے، پھر فرمایا: یہ ابنِ آدم کی مثال ہے، یہ مربع خط جو چاروں طرف سے محیط ہے یہ انسان کی اجل ہے، اور یہ درمیان کا خط انسان ہے، اور یہ جو اس کے اِردگرد خطوط ہیں یہ اس کے عوارض ہیں، آدمی اگر ان میں سے ایک سے بچ نکلے تو دُوسرا اس کو ڈستا ہے، اور یہ خط جو باہر ہے یہ اس کی آرزو اور اُمید ہے۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۶۸)

آدمی اپنی زندگی میں سینکڑوں آرزوئیں پالتا ہے، اور ان کے حصول کے خیالی منصوبے بناتا ہے، لیکن:

''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ''

۱۱...... قادیانی عبادت گاہوں پر حملہ کے حوالہ سے حکومت کو پہلے سے آگاہی حاصل تھی۔ حساس اداروں نے خطوط کے ذریعہ قادیانی عبادت گاہوں اور قبرستانوں پر حملوں کا خدشہ ظاہر کیا تھا۔

۱۲...... حکومت پنجاب کو حملوں کے بارے میں پیشگی بتا دیا تھا۔ (رحمن ملک)

۱۳...... بھارتی ویب سائیٹ ون انڈیا ڈاٹ کام کے دعویٰ کے مطابق لاہور میں قادیانی مراکز پر حملہ اتر پردیش کی ایک تنظیم نے ذمہ داری قبول کر لی۔

۱۴...... گرفتار دہشت گردوں نے کہا کہ نوروز سے ہم لاہور تھے۔ عامر نے ہمارے کھانے پینے کا اہتمام کیا۔

۱۵...... دہشت گردوں کے خلاف کریک ڈاؤن۔ ساڑھے چار سو افراد گرفتار۔

۱۶...... ماسٹر مائنڈ رانا عرف حفیظ کا کہنا ہے کہ ہم نوروز سے قبل لاہور آئے۔

۱۷...... واقعات میں غیر ملکی ہاتھ بے نقاب کیا جائے۔ (مولانا سلیم اللہ خان)

۱۸...... حکومت غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائے۔ حقیقت کھل جائے گی۔ (مولانا فضل الرحمن)

۱۹...... ٹھوس ثبوت کے بغیر غیر ملکی ایجنسی کے ملوث ہونے کا نہیں کہہ سکتے۔ (رحمن ملک)

۲۰...... سانحہ لاہور میں جیش محمد اور لشکر جھنگوی ملوث ہے۔ (رحمن ملک)

صورت حال

۲۸ رمئی کو وقوعہ ہوا۔ ۲۹، ۳۰ رمئی کے اخبارات کی فقط بیس سرخیوں کی تلخیص آپ کے سامنے نقل کی ہے۔ آج ۳۱ رمئی کے اخبارات میں ہے:

۱...... چھپے دہشت گرد سامنے آ گئے۔ جنوبی پنجاب میں بھی آپریشن ہوگا۔ (رحمن ملک)

۲...... لاہور حملے، شمالی وزیرستان پاکستان کے لئے خطرہ بن رہا ہے۔ امریکی مطالبہ کے باوجود پاکستان شمالی وزیرستان میں کارروائی کا ارادہ نہیں رکھتا۔ (برطانوی رپورٹ)

۳...... لاہور واقعہ کے بعد فوجی قیادت کا شمالی وزیرستان میں آپریشن کرنے پر غور۔

آج کے اخبارات کی ان تین سرخیوں پر غور کیا جائے تو جو صورت حال سامنے نظر آتی ہے۔ اسے روزنامہ نوائے وقت کے کالم نویس معروف دانشور جناب سعید آسی نے یوں بیان کیا ہے:

''اب تو کسی دوسری رائے کی گنجائش ہی نظر نہیں آتی۔ ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو کی دہشت گردی کے ملزمان نے دوران تفتیش جو انکشافات کئے ہیں۔ ان کی کڑیاں آپس میں ملاتے جائیں تو کھرا سیدھا بھارتی ایجنسی ''را'' کے ہیڈ کوارٹر تک جا پہنچے گا۔ یقیناً انہی ٹھوس شہادتوں کی بنیاد پر ہی کمشنر لاہور ڈویژن خسرو پرویز کو دہشت گردی کے ان گھناؤنے واقعات میں بھارت کے ملوث ہونے کی گواہی دینے میں آسانی ہوئی ہے اور جب انتظامیہ کا ایک ذمہ دار افسر ایسی گواہی دے رہا ہو تو وزیر داخلہ رحمان ملک کو بھارت کے ملوث ہونے کے بارے میں کسی شک وشبہ کا اظہار کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہونی چاہئے تھی۔

اس خطہ میں دہشت گردی اور خودکش حملوں کے بعد اب تک کے سارے واقعات کا جائزہ لیں تو بھی ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو کے واقعات کے پس منظر کی بخوبی سمجھ آ جاتی ہے۔ اس سے قبل مسلمانوں کے کم وبیش ہر فرقے کے لوگ دہشت گردی اور خودکش حملوں کی

۱۱...... قادیانی عبادت گاہوں پر حملہ کے حوالہ سے حکومت کو پہلے سے آگاہی حاصل تھی۔ حساس اداروں نے خطوط کے ذریعہ قادیانی عبادت گاہوں اور قبرستانوں پر حملوں کا خدشہ ظاہر کیا تھا۔

۱۲...... حکومت پنجاب کو حملوں کے بارے میں پیشگی بتادیا تھا۔ (رحمٰن ملک)

۱۳...... بھارتی ویب سائیٹ ون انڈیا ڈاٹ کام کے دعویٰ کے مطابق لاہور میں قادیانی مراکز پر حملہ اتر پردیش کی ایک تنظیم نے ذمہ داری قبول کرلی۔

۱۴...... گرفتار دہشت گردوں نے کہا کہ نوروز سے ہم لاہور تھے۔ عامر نے ہمارے کھانے پینے کا اہتمام کیا۔

۱۵...... دہشت گردوں کے خلاف کریک ڈاؤن۔ ساڑھے چار سو افراد گرفتار۔

۱۶...... ماسٹر مائنڈ رانا عرف حفیظ کا کہنا ہے کہ ہم نوروز سے قبل لاہور آئے۔

۱۷...... واقعات میں غیرملکی ہاتھ بے نقاب کیا جائے۔ (مولانا سلیم اللہ خان)

۱۸...... حکومت غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائے۔ حقیقت کھل جائے گی۔ (مولانا فضل الرحمٰن)

۱۹...... ٹھوس ثبوت کے بغیر غیرملکی ایجنسی کے ملوث ہونے کا نہیں کہہ سکتے۔ (رحمٰن ملک)

۲۰...... سانحہ لاہور میں جیش محمد اور لشکر جھنگوی ملوث ہے۔ (رحمٰن ملک)

صورت حال

۲۸ رمئی کو وقوعہ ہوا۔ ۲۹، ۳۰ رمئی کے اخبارات کی فقط بیس سرخیوں کی تلخیص آپ کے سامنے نقل کی ہے۔ آج ۳۱ رمئی کے اخبارات میں ہے:

۱...... چھپے دہشت گرد سامنے آگئے۔ جنوبی پنجاب میں بھی آپریشن ہوگا۔ (رحمٰن ملک)

۲...... لاہور حملے، شمالی وزیرستان پاکستان کے لئے خطرہ بن رہا ہے۔ امریکی مطالبہ کے باوجود پاکستان شمالی وزیرستان میں کاروائی کا ارادہ نہیں رکھتا۔ (برطانوی رپورٹ)

۳...... لاہور واقعہ کے بعد فوجی قیادت کا شمالی وزیرستان میں آپریشن کرنے پر غور۔

آج کے اخبارات کی ان تین سرخیوں پر غور کیا جائے تو جو صورت حال سامنے نظر آتی ہے۔ اسے روزنامہ نوائے وقت کے کالم نویس معروف دانشور جناب سعید آسی نے یوں بیان کیا ہے:

''اب تو کسی دوسری رائے کی گنجائش ہی نظر نہیں آتی۔ ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو کی دہشت گردی کے ملزمان نے دوران تفتیش جو انکشافات کئے ہیں۔ ان کی کڑیاں آپس میں ملاتے جائیں تو کھرا سیدھا بھارتی ایجنسی ''را'' کے ہیڈکوارٹر تک جا پہنچے گا۔ یقیناً انہی ٹھوس شہادتوں کی بنیاد پر ہی کمشنر لاہور ڈویژن خسرو پرویز کو دہشت گردی کے ان گھناؤنے واقعات میں بھارت کے ملوث ہونے کی گواہی دینے میں آسانی ہوئی ہے اور جب انتظامیہ کا ایک ذمہ دار افسر ایسی گواہی دے رہا ہو تو وزیر داخلہ رحمان ملک کو بھارت کے ملوث ہونے کے بارے میں کسی شک وشبہ کا اظہار کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہونی چاہئے تھی۔

اس خطہ میں دہشت گردی اور خودکش حملوں کے بعد اب تک کے سارے واقعات کا جائزہ لیں تو بھی ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو کے واقعات کے پس منظر کی بخوبی سمجھ آجاتی ہے۔ اس سے قبل مسلمانوں کے کم وبیش ہر فرقے کے لوگ دہشت گردی اور خودکش حملوں کی

بھینٹ چڑھ چکے ہیں اور ایسے کم وبیش ہر واقعہ کا پس منظر پاکستان پر دباؤ ڈالنے کے لئے عالمی برادری کے ممکنہ ردعمل کا جائزہ لیتا ہی نظر آتا ہے۔ جب اس مقصد میں بھارت کو نتیجہ خیز کامیابی نہ ملی تو اس کی ایجنسی ''را'' نے قادیانیوں کو نشانہ بنانے کا ارادہ باندھا ہوگا۔ یہ جائزہ لے کر کہ پاکستان کی اس اقلیت کی تنظیمی جڑیں بالخصوص امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، فرانس میں زیادہ مضبوط ہیں اور زیادہ پھیلی ہوئی ہیں۔ اس لئے جب اس اقلیت کے لوگ دہشت گردی کا نشانہ بنیں گے تو متذکرہ ممالک کی جانب سے پاکستان پر دہشت گردی کے خاتمہ کے نام پر بالخصوص جہادی تنظیموں کے خلاف آپریشن کرنے کے لئے دباؤ زیادہ بڑھے گا اور زیادہ مؤثر رہے گا اور جہادی تنظیمیں صرف اس لئے بھارت کے ہدف پر ہیں کہ وہ کشمیر میں بھارتی افواج کو نکیل ڈالے رکھتی ہیں اور کشمیر کو مکمل ہڑپ کرنے کی اس کی مذموم منصوبہ بندی میں حائل ہیں۔

پھر اس دہشت گردی کے لئے عین ممکن اس وقت کا انتخاب کیا گیا۔ جب امریکی صدر اوباما مبینہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں نئی امریکی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے اسلام کے فلسفۂ جہاد کی حقانیت اور افادیت کو تسلیم کر چکے تھے اور دہشت گردی کے خاتمہ کی جنگ کی اصطلاح ختم کرنے کا اعلان کر چکے تھے۔ لازمی طور پر بھارتی ہندو بنیاؤں کو یہ گمان گزرا ہوگا کہ اب وہ جہاد کشمیر کو دہشت گردی تسلیم کرانے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ اس لئے انہوں نے کشمیر کی ایک جہادی تنظیم کے نام پر پاکستان کو اس اقلیت کے خلاف دہشت گردی کا اپنی ایجنسی ''را'' کو ٹارگٹ دیا ہوگا۔ جس کی بالخصوص امریکہ میں آواز زیادہ سنی جاتی ہے۔

ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو دہشت گردی کے دونوں واقعات میں گرفتار ہونے والے ملزمان نے جو بیانات دیئے ہیں اس کی روشنی میں یہ واقعات کفر اور اسلام کی جنگ میں کسی عقیدے کے پس منظر میں رونما ہوتے ہرگز نظر نہیں آتے۔ بلکہ یہ سیدھی سیدھی مفاد پرستانہ دہشت گردی ہے۔ جس میں ملزمان پیسے کے لالچ میں استعمال ہوئے۔ ممکن ہے انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کس کے خلاف ہو رہے ہیں۔ انہیں ایک ٹارگٹ دے دیا گیا ہوگا اور مقام بتا دیا گیا ہوگا۔ جہاں انہوں نے منصوبہ بندی کے عین مطابق پہنچ کر واردات ڈالی اور ناپختہ ہونے کی وجہ سے قابو آگئے۔ اگر وہ کسی عقیدے کی بنیاد پر یا فوجی آپریشن اور کسی ڈرون حملے کے ردعمل میں خودکش دھماکہ کرنے آئے ہوتے تو ان کا زندہ پکڑے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ ایسے لوگ تو نیت ہی مرنے کی باندھ کر آتے ہیں۔

ماڈل ٹاؤن کی واردات میں پکڑے گئے دہشت گرد کا بیان بھی اس گھناؤنی واردات کے پس پردہ سازش کی چغلی کھا رہا ہے۔ جس کے بقول وہ ۹ روز قبل لاہور آئے تھے اور رائے ونڈ میں پہلے سے حاصل شدہ جگہ پر قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت ان کے پاس کوئی اسلحہ بارود اور کوئی خودکش جیکٹ موجود نہیں تھی۔ نہ ہی انہیں ایک دوسرے کے بارے میں علم تھا کہ کس نے کون سی واردات پر جانا ہے۔ وقوعہ کے روز انہیں ماڈل ٹاؤن بلایا گیا اور وہیں پر انہیں اسلحہ بارود، خودکش جیکٹس، کھانے پینے کا سامان اور موٹر سائیکلیں فراہم کی گئیں اور اپنے اپنے مشن پر روانہ کر دیا گیا۔ انہیں یہ تک معلوم نہیں کہ انہیں دہشت گردی کا سامان فراہم کرنے والے کون لوگ تھے۔ اگر وہ فی الواقع کسی عقیدے کی بنیاد پر یا ردعمل میں یہ وارداتیں ڈالتے ہوتے تو ایک دوسرے سے شناسا ہی نہیں۔ ایک دوسرے کے مشن سے بھی باخبر ہوتے۔ مگر دونوں وارداتوں کے ملزمان کا تو تعارف ہی ایک دوسرے کے ساتھ ماڈل ٹاؤن میں ہوا تھا اور ان حقائق وشواہد کی بنیاد پر کیا اس دہشت گردی میں بھارت کے ملوث ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

اور پھر ملاحظہ فرمایئے کہ منصوبہ بندی کیسی ہے؟ ادھر واردات ہوئی اور ادھر تحریک طالبان پنجاب سے منسوب بیان میڈیا پر آگیا

کہ یہ ہمارا ہی کام ہے۔یعنی ایک تیر سے دو شکار۔ایک تو دہشت گردی کے خاتمہ کے نام پر فوجی آپریشن تیز کرانا اور دوسرے اس آپریشن کو پنجاب تک پھیلانے کے لئے دباؤ ڈلوانا۔ملزمان نے اپنا ناتا حرکت المجاہدین کے ساتھ جوڑ کر سارا بھانڈا ہی پھوڑ دیا۔اس تنظیم کا تو پنجاب کے کسی علاقے سے کوئی تعلق واسطہ ہی نہیں بلکہ یہ تنظیم افغانستان اور بھارت میں زیادہ متحرک ہے۔جب کہ بھارتی ایجنسی ”را“ کی جانب سے دہشت گردوں کو تربیت دے کر افغانستان کے راستے پاکستان میں داخل کیا جاتا ہے۔جس کے ٹھوس ثبوت بھی ہماری ایجنسیوں کے پاس موجود ہیں۔اس لئے اب اپنے موذی دشمن کا چہرہ بے نقاب کرنے میں پس وپیش سے ہرگز کام نہ لیا جائے۔اس نے اپنے ہی ساختہ ممبئی حملوں کے ڈرامے کو ہمارے خلاف استعمال کیا ہے تو ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو کے واقعات میں اس کے سازشی ذہن کی تیاری کی گئی گھناؤنی منصوبہ بندی کی کڑیاں بھی تو آپس میں مل رہی ہیں۔جس کے بعد رحمان ملک اور دوسرے حکومتی اکابرین کو اپنی توپوں کا رخ بھارت کی جانب موڑتے ہوئے کسی جھجک کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔کیونکہ یہی ہمارا وہ موذی دشمن ہے جو ہمیں چین سے نہیں بیٹھنے دے رہا۔خدارا اپنے دشمن کو پہچاننے میں کوئی غلطی نہ کریں۔کیونکہ ایسی غلطی کی سزا پوری قوم کو بھگتنا پڑتی ہے۔“

(روزنامہ نوائے وقت ملتان مورخہ ۳۱ رمئی ۲۰۱۰ء ص۲)

ان تفصیلات کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت واضح طور پر پختہ یقین رکھتی ہے کہ (الف) پاکستان کو بدنام کرنے۔(ب) جنوبی پنجاب اور (ج) شمالی وزیرستان میں آپریشن کرانے کے لئے انڈیا وامریکہ نے یہ کھیل کھیلا ہے۔پاکستان میں امریکہ کے زلہ خوار، دم کٹے امریکی غلام، ان تینوں نے مل کر یہ کھیل کھیلا۔جن میں قادیانی عوام کو خاک وخون میں غلطیدن کیا گیا۔تو بظاہر لگتا ہے کہ اس میں ان متذکرہ تین دشمنوں کے ساتھ قادیانی قیادت بھی شریک کار ہے۔اس لئے کہ باہر کی دنیا سے قادیانیوں کو سیاسی پناہ کے نام پر ملنے والے ویزے بند ہوگئے۔یہ حادثہ رونما کرا کر قادیانی قیادت اپنے مخلصوں کی نعشوں کے بڑی گراں قیمت پر سودے کرے گی۔دوبارہ ویزوں اور سیاسی پناہ کے نام پر کاروبار چمکے گا۔قادیانی قیادت کے وارے نیارے ہوں گے۔اسلام دشمن قوتیں پاکستان کو بدنام کریں گی۔امتناع قادیانیت قانون وتحفظ ناموس رسالت کو ختم کرنے کے لئے دباؤ بڑھے گا۔وزیرستان وجنوبی پنجاب میں آپریشن ہوگا۔امریکہ وانڈیا کی مراد پوری ہوگی۔ان اسلام وملک دشمن قوتوں کی ڈالروں سے جیب، سانپ وبچھوؤں سے قبر بھرے گی۔باقی رہا ملک، اسلام اور اسلام والے تو ان کے اللہ تعالیٰ محافظ ہیں۔

قادیانی عوام کے اچانک مرنے کا ہمیں دہرا صدمہ ہے۔ایک تو یہ کہ ان کی موت سے ملک عزیز کی بدنامی ہوئی اور اس سے بڑھ کر دوسرا اور دہرا صدمہ یہ ہے کہ وہ کفر کی حالت میں مرے۔اے کاش وہ مسلمان ہو جاتے۔

قارئین! کسی کو صفائی دینے کے لئے نہیں، بلکہ آپ کو گواہ بنانے کے لئے اس حقیقت کا اظہار کرنا ضروری ہے کہ ہمیشہ دیانت دار ڈاکٹر کو مرض سے دشمنی ہوتی ہے۔جب کہ مریض اس کی توجہ خاص اور ہمدردی کا مستحق ہوتا ہے۔ہمیں بھی قادیانیت سے نفرت ہے۔رہے قادیانی تو ان کے خلاف اگر دن کو تقریر کرتے ہیں۔رات کو اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ان کی ہدایت کے لئے دعا بھی کرتے ہیں۔ہاں اس حقیقت کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب تک قادیانیت کے کفر کا ایک جرثومہ بھی عقائد کے کھیت کو ویران کرنے پر لگا ہوا ہے۔اس وقت تک قادیانیت سے صلح نہیں ہوسکتی۔بلکہ یوں کہنا اور سمجھنا آسان ہوگا کہ سانپ اور بچھو سے صلح ہوسکتی ہے۔قادیانیت ایسے ناسور سے صلح نہیں ہوسکتی۔قانون کے دائرہ میں، دلائل کی دنیا میں، حقائق کی روشنی میں، دیانت کے اصولوں کی پاسداری کے ساتھ جب تک جان میں جان باقی ہے قادیانیت کے کفر کا تعاقب کیا جائے گا۔تا آنکہ یہ فتنہ اپنی تمام سروسامانیوں کے ساتھ اس دنیا سے ناپید نہ ہو جائے۔حق تعالیٰ ہم سب کے حامی وناصر ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

قادیانیوں پر حملہ ایک سازش

سیف اللہ خالد

یہ امر شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ دہشت گردی ایک بدترین عمل ہے، وہ جہاں بھی ہو، کوئی بھی کرے اور اس کا ہدف جو بھی ہو، اس میں اگر مگر، چونکہ، چنانچہ نہیں لگایا جاسکتا۔ لاہور میں دہشت گردی ہوئی اس کا ہدف قادیان معبد تھے، مگر اس کے باوجود یہ دہشت گردی دراصل پاکستان کے خلاف ہوئی ہے اور اس کا ہدف پاکستان ہے۔ یہ اس رو کا تسلسل ہے جو کراچی میں چلتی ہے، کبھی کوئٹہ میں لاشیں بچھاتی ہے تو کبھی پشاور، لاہور میں۔

دہشت گردی کی حالیہ واردات میں قادیانی جماعت لاہور کے امیر کے ہلاک ہوجانے پر افسوس ہے، ان کے اہل خانہ کا دکھ اور ان پر بیتنے والی اذیت محسوس کی جانی چاہئے اور اس واردات کے مجرموں کو کڑی سزا کے عمل سے گزارا جانا چاہئے، مگر گورنر پنجاب معاملات کو الجھانے کی کوشش میں دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے سوا کچھ اور بھی ہیں جو اس معاملے کو دہشت گردی کے بجائے فرقہ واریت قرار دے کر دہشت گردی کرنے والوں کے مقاصد کو پورا کرنے کی شعوری یا لاشعوری کوشش میں ہیں، کچھ لوگ تو اس موقع سے فائدہ اٹھا کر قادیانیوں سے متعلق قوانین کو زیر بحث لانے کی تیاری کرنے لگے ہیں اور بعض اپنے پرانے زخموں کو سہلانے کا بہانہ تلاش کر رہے ہیں، حیرت انگیز طور پر قادیانی جماعت کے ترجمان سلیم الدین ہی کا رویہ سب سے زیادہ سوالیہ نشان پیدا کر رہا ہے کہ جب واردات ابھی چل رہی تھی، لاشیں گر رہی تھیں، زخمی تڑپ رہے تھے، خون بہہ رہا تھا کہ یہ صاحب بی بی سی سے بات چیت کرتے ہوئے ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی ننس اور ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے پر تنقید کر رہے تھے، کیوں؟ اس کا جواب انہی کے ذمہ ہے، دوسرا معنی خیز رویہ خود قادیانی جماعت کا ہے کہ دونوں معبد میں درجنوں کے حساب سے کلوز سرکٹ کیمرے نصب ہیں، مگر پولیس کو ان کی فوٹیج نہیں دی جارہی، بلکہ اس پر وہ اس قدر حساس ہیں کہ عام اخبار نویس بھی پریشان ہو کر پوچھتے پھرتے ہیں کہ اس کا مقصد کیا ہے؟

اس موقع پر حکومت پنجاب سوالات کی زد پر ہے اور پوری دنیا سیکورٹی ایشو پر سوال اٹھا رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیکورٹی یہ لوگ خود نہیں لیتے، بلکہ اسے اپنے امور میں مداخلت قرار دیتے ہیں، صرف یہی نہیں بلکہ اور بہت سے ادارے ہیں جو آہنی پردوں کے پیچھے رہنے کو ترجیح دیتے ہیں، اگر سیکورٹی دی جائے تو اسے اپنی پرائیویسی کے خلاف خیال کرتے ہیں، آج کی صورت حال یہ سوال پیدا کر رہی ہے کہ نوگو زون بنا کر رہنے کے عادی یہ ادارے جن میں سے اکثریت کا تعلق اقلیتوں سے ہے، یا نام نہاد انسانی حقوق سے، اس حوالے سے وہ اتنے حساس کیوں ہیں؟ اگر ان کی سرگرمیاں ملکی مفاد اور قوانین کے اندر ہیں تو پھر انہیں خوف کیسا؟ دوسرے یہ کہ اگر کل کوئی اس طرح کا حادثہ ان کے ساتھ ہوجاتا ہے تو ذمہ دار کون ہوگا حکومت جو سیکورٹی دینے پر آمادہ ہے؟ یا یہ ادارے خود جو سیکورٹی سے الرجک ہیں؟ اس کو بھی دیکھنا چاہئے کہ قانون ایسی حساسیت کی اجازت دیتا ہے؟

سوال یہ بھی ہے کہ قادیانی عبادت گاہوں پر حملوں کے فوراً بعد کینیڈین وزیر خارجہ کا قانون توہین رسالت پر اعتراض کیوں؟ اور اس حملے سے کوئی دو ہفتے قبل سے ہی ایسی فضا کیوں پیدا کی جارہی تھی کہ جیسے کچھ ہونے کو ہے۔ ایک نجی ٹی وی کے اینکر نے جس پر ان سے روابط کا الزام ہے، پورا پروگرام اس پر کیا کہ اقلیتوں خصوصاً قادیانیوں کو کیا خطرات لاحق ہیں؟ اور یورپی یونین نے کوئی ایک ہفتہ قبل قانون توہین رسالت پر تنقید کی اور احمدیوں کے حوالے سے مطالبات کئے، جس پر شہباز بھٹی نے یقین دہانی کروائی کہ اس سال کے آخر تک قانون توہین رسالت میں تبدیلی کردی جائے گی۔ ان سارے واقعات کا باہم تعلق کیا ہے اور ہے بھی یا نہیں؟ اس پر سوچنا ضروری ہے۔

رہا یہ سوال کہ واردات کس نے کی تو اس حوالے سے کوئی دوسری رائے ہی نہیں کہ ملک دشمن عناصر کو استعمال کرتے ہوئے غیر ملکی انٹیلی جنس کنسورشیم نے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اسلام آباد میں سیکورٹی کے ادارے کے پاس ثبوت موجود ہیں کہ افغانستان کی سرزمین پر را، موساد، سی آئی اے اور M-I-6 کا کنسورشیم کیا گل کھلا رہا ہے۔ وزیر داخلہ

جن کو ہر جرم کی جڑیں وزیرستان میں دکھائی دیتی ہیں وہ بھی یہ ماننے پر مجبور ہو گئے کہ اس میں را کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جاسکتا اوپر سے بھارتی ویب سائٹ پر اتر پردیش سے طالبان نامی کسی گروپ کا ان واقعات کی ذمہ داری قبول کر لینا سارے معاملے کو مربوط کر دیتا ہے۔

ملکی سلامتی کے ادارے بہت پہلے سے قوم کو آگاہ کرتے چلے آ رہے ہیں کہ بھارت اور اس کے اتحادی، ملک کو غیر مستحکم کرنے کی خاطر دہشت گردی کی راہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ انہی کالموں میں ایک سے زائد بار نام لے کر لکھا گیا کہ کون سے گروپ بھارتی اور دیگر غیر ملکی ایجنسیوں سے معاونت حاصل کر کے اپنے ہی گھر کو پھونک ڈالنے پر تلے بیٹھے ہیں، اس مقصد کی خاطر خطرناک طرز عمل یہ ہے کہ افغانستان میں داخان کے علاقے میں ایک مدرسے کی اطلاع ملی ہے جس میں بھارتی اساتذہ پڑھاتے ہیں جو "را" کے ذمہ دار ہیں اور ذہن سازی کے کام میں مصروف ہیں۔ ایسا ہی ایک مدرسہ نورستان میں گزشتہ برس افغان طالبان نے اس وقت تباہ کیا تھا، جب امریکی فوج نورستان خالی کر کے بھاگ رہی تھی۔ وہاں سے انہوں نے کچھ علماء کو پکڑا بھی جو بعد میں غیر مختون ثابت ہوئے اور مارے گئے۔

یہ بات کسی بھی شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی کی تمام تر وارداتیں غیر ملکی کنسورشیم کی مدد سے ہو رہی ہیں۔ جس کا مقصد پاکستان میں افراتفری پھیلانا ہے، سرکاری ادارے اس امر کا ثبوت رکھتے ہیں کہ پشاور کے خیبر بازار دھماکے میں بھارتی را کا کرنل پروہت بذات خود ملوث تھا۔ اس کے بعد لاہور کی مون مارکیٹ، سری لنکن ٹیم پر حملہ اور کراچی میں ہونے والی دہشت گردی اور بلوچستان میں جاری دہشت گردی میں را کے لوگ براہ راست ملوث ہیں۔ ان میں تحریک طالبان، پنجاب کے نام سے سامنے آنے والے گروپس کی معاونت بھی ہے اور کئی دیگر گروپس بھی یہ سب کچھ کر رہے ہیں، جن کی باقاعدہ تربیت کے لئے کابل، جلال آباد، خواجہ گھر، پشین، بولدک اور بدخشاں سمیت دیگر علاقوں میں کئی مراکز قائم ہیں، جہاں پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے منصوبے دن رات زیر بحث رہتے ہیں۔

سوال یہ اٹھتا ہے کہ بھارتی کنسورشیم قادیانیوں کو کیوں مارنے لگے؟ تو جواب بہت واضح ہے کہ مقصد قادیانیوں کو مارنا نہیں بلکہ قادیانیوں کو مار کر پوری دنیا سے قادیانیوں کے حق میں توجہ حاصل کرنا ہے، تاکہ پاکستان پر دباؤ ڈال کر توہین رسالت کے متعلق قوانین کو ختم کروانے کا بندوبست کیا جائے۔ یہ منصوبہ بنانے والے شاید نہیں جانتے کہ پاکستانی قوم دہشت گردی کے خلاف غیر ملکی ایجنسیوں اور ان کے ایجنٹوں کا مقابلہ کر سکتی ہے تو دوسری جانب توہین رسالت سے متعلق اپنے موقف اور آئین میں موجود قوانین سے دستبردار ہوگی نہ کسی کو ایسا کرنے دے گی۔ قوم جہاں ایک طرف قادیانی عبادت گاہوں میں مرنے والوں کے دکھ میں شریک ہے اور اس امر پر کاربند ہے کہ اقلیتوں کا تحفظ ان کی ذمہ داری ہے اور اس میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ وہیں قوم اس حوالے سے بھی پوری طرح تیار ہے کہ اگر کسی نے غیر ملکی اشارے پر دہشت گردی کا سہارا لے کر ایمانیات میں دخل دینے کی کوشش کی تو اسے برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ اس سوال پر ملک کے تمام مکاتب فکر ایک ہیں، ان میں کوئی اختلاف نہیں۔

(بشکریہ روزنامہ صحافت کراچی، ۳۰ مئی ۲۰۱۰ء)

حضرت خواجہ صاحبؒ اللہ پاک کے مقبول بندے اور وقت کے قطب تھے

تونسہ شریف.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ شریف کے راہنما مولانا عبدالعزیز لاشاری نے ایک بیان میں کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اور سرپرست اعلیٰ حضرت خواجہ خان محمد قدس سرہ کے انتقال کی خبر سنتے ہی لوگ دیوانہ وار قافلوں کی صورت میں خانقاہ سراجیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ریتڑہ، لٹی قیصرانی، وہوا، کوٹ قیصرانی، ڈیرہ غازی خان سے صاحبزادہ عبدالرحمٰن غفاری، مولانا محمد رمضان، قاری محمد اسلم، مولانا غلام فرید، مولانا عبدالغفور سبحانی، مولانا امان اللہ کوٹ قیصرانی، مولانا محمد اقبال مبلغ ختم نبوت کی قیادت میں ایک ہزار آدمیوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ انہوں نے کہا کہ جنازہ کے لئے ۳۵ ایکڑ زمین تیار کی ہوئی تھی، جو جنازہ سے پہلے ہی بھر چکی تھی۔ دارالعلوم دیوبند سے نو علماء کرام کے ایک وفد نے جنازہ میں شرکت کی۔ اجمیر شریف کی درگاہ عالیہ سے دس رکنی وفد جنازہ میں شریک ہوا۔ اندرون وبیرون ملک خواجہ صاحبؒ کے پچیس لاکھ مرید شمار کئے جاتے ہیں۔ موسم گرما کے باوجود تقریباً چار لاکھ آدمیوں کی جنازہ میں شرکت سے ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ صاحبؒ اللہ پاک کے مقبول بندے اور وقت کے قطب تھے۔ جن کی ساری زندگی مسلمانوں کی اصلاح اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے گزری۔ تحصیل تونسہ شریف، تحصیل جام پور، ضلع ڈیرہ غازی خان، ضلع راجن پور کی دینی قیادت نے دینی مدارس، مساجد میں حضرت خواجہ صاحبؒ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا اور خانقاہ سراجیہ کے فیض کی ترقی کے لئے دعائیں کی گئیں۔

مسئلہ ختم نبوت و ناموس رسالت

اہلِ مغرب کا دوہرا معیار

مولانا زاہد الراشدی

روزنامہ جنگ راولپنڈی میں ۲۱/مئی ۲۰۱۰ء کو شائع ہونیوالی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ یورپی پارلیمنٹ نے حال ہی میں ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں پاکستان سے کہا گیا ہے کہ وہ ناموس رسالت کے قانون کو تبدیل کرے جبکہ کانفرنس میں شریک پاکستان کے وفاقی وزیر شہباز بھٹی نے اس موقع پر کہا ہے کہ وہ اس پر کام کر رہے ہیں اور سال رواں کے آخر تک توہین رسالت قانون میں ترمیم کر دی جائے گی، رپورٹ کے مطابق یورپی پارلیمنٹ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں ناموس رسالت قانون اقلیتوں کے قتل کے لئے استعمال ہوتا ہے، انتہا پسند گروہ اور ذاتی عناد رکھنے والے عناصر توہین رسالت کے قوانین کا غلط استعمال کرتے ہیں جبکہ مذکورہ قوانین ملک میں موجود مذہبی اقلیتوں کے خلاف جن میں ہندو، سکھ، عیسائی، بدھ مت اور پارسی شامل ہیں تشدد میں اضافے کا بھی باعث بنے اور خاص طور پر احمدیوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔

فرانس کے شہر اسٹراس برگ میں منعقد ہونے والے یورپی پارلیمنٹ کے اس اجلاس میں منظور کی جانے والی یہ قرارداد اور پاکستانی وزیر کی طرف سے کروائی جانے والی یہ یقین دہانی بظاہر کوئی نئی بات نہیں ہے اور جب سے تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے یہ قوانین ملک میں نافذ ہوئے ہیں، تب سے یہ سلسلہ اسی طرح چلا آ رہا ہے کہ اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا کمیشن امریکی وزارت خارجہ کا جنوبی ایشیا ڈیسک، ایمنسٹی انٹرنیشنل، یورپی پارلیمنٹ اور اس طرز کے دیگر عالمی ادارے ان قوانین کو مسلسل ہدف تنقید بنائے ہوئے ہیں اور پاکستان کی سیکولر لابیاں بعض اقلیتی عناصر کو آگے کر کے اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے میں مصروف ہیں۔ بظاہر یہ معمول کی کارروائی لگتی ہے کہ سالہا سال سے اسی طرح ہوتا چلا آ رہا ہے، لیکن ہمارے قومی معاملات جس رخ پر آگے بڑھ رہے ہیں اور سیاسی کشمکش جس انداز میں پیش رفت کر رہی ہے، اس کے پیش نظر اسے صرف معمول کی بات قرار دینے کو جی نہیں چاہتا اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس محاذ پر کسی نئے راؤنڈ کا آغاز ہونے والا ہے جو شاید مجوزہ انیسویں دستوری ترمیم میں اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرے، جب آئین میں اٹھارویں ترمیم کے لئے تیاریاں شروع ہوئیں اور اس کے لئے پورے آئینی ڈھانچے پر نظرثانی کے لئے پارلیمنٹ کی طرف سے دستوری ترمیم کمیٹی قائم کی گئی تو اس کے ساتھ ہی مختلف اطراف سے دباؤ بڑھنا شروع ہو گیا کہ دستور کی اسلامی دفعات میں بھی ترامیم کی جائیں، ملک کا نام بدل کر اسلامی کا لفظ حذف کر دیا جائے، قرارداد مقاصد کو غیر عملی اور نمائشی حیثیت دی جائے، تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے قوانین میں ترامیم کی جائیں، وفاقی شرعی عدالت کو ختم کیا جائے اور دستور میں ملک کی نظریاتی اور اسلامی حیثیت کو نمایاں کرنے والی دفعات کو غیر موثر کیا جائے، لیکن پارلیمنٹ کی دستوری ترامیم کمیٹی نے اس دباؤ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور پھر پارلیمنٹ نے بھی ایسی ترامیم کی تجاویز کو درخور اعتنا نہیں سمجھا تو سیکولر حلقوں کو مایوسی ہوئی اور اپنے مقاصد پورے نہ ہونے پر انہوں نے پینترا بدلا چنانچہ اب عالمی دباؤ کو نئے انداز سے منظم کرنے کی طرف توجہ مبذول کر دی گئی ہے اور ہمارے خیال میں یورپی پارلیمنٹ کی یہ قرارداد اسی مہم کا نقطہ آغاز ہے جو نویں دستوری ترمیم کی تجویز کے پس منظر میں یقیناً خطرے کی گھنٹی ہے۔

جہاں تک دستور پاکستان کی اسلامی دفعات، نفاذ اسلام کو حکومت کی دستوری ذمہ داری قرار دینے، قرارداد مقاصد، تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے قوانین اور اسلامائزیشن کے دیگر دستوری اقدامات کا تعلق ہے، یہ فیصلے اس ملک میں ہمیشہ منتخب اسمبلیوں نے کئے ہیں، یہ قوم کے جمہوری اور سیاسی فیصلے ہیں جن کا احترام جمہوریت کا نام لینے والے ہر شخص کے لئے ضروری ہے، لیکن جمہوریت کا صبح و شام راگ الاپنے والا مغرب اگر اس کے باوجود ان فیصلوں اور قوانین کو تبدیل کروانے پر مصر ہے اور ان میں ترامیم کے لئے مسلسل زور دے رہا ہے تو اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ مغرب کے نزدیک جمہوریت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کسی ملک کے عوام اپنے ملک میں اپنی اکثریتی رائے کے مطابق جس قانون کو مناسب سمجھیں نافذ کر لیں بلکہ ان فیصلوں کی مغرب سے منظوری لینا بھی ضروری ہے، اگر کسی ملک

کے عوام کی اکثریت اور ان کے منتخب نمائندوں کے فیصلے مغرب کی مرضی کے مطابق ہیں اور دنیا پر مغرب کے فکر و فلسفہ اور تہذیب و ثقافت کو مسلط کرنے کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں تو وہ درست اور جمہوری فیصلے ہیں، لیکن اگر کسی بھی ملک کے عوام کی اکثریت اور منتخب پارلیمنٹ کا کوئی فیصلہ اور ان کا طے کردہ کوئی قانون مغرب کی ثقافتی بالادستی کو قبول نہیں کرتا تو وہ فیصلہ مغرب کے نزدیک غیر جمہوری ہے اور درست نہیں ہے خواہ کسی ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر وہ قانون منظور کیا ہو اور اس ملک کے عوام کی غالب اکثریت اس قانون کی پشت پر کھڑی ہو۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کے حوالے سے مغرب کے اس دوہرے معیار اور دوغلے پن نے جمہورت پر بہت سی اقوام کا اعتماد مجروح کر رکھا ہے اور خاص طور پر مسلم ممالک میں مغرب کو جس مبینہ انتہا پسندی اور دہشت گردی کے مسلسل فروغ کی شکایت ہے، اس کے اسباب میں سب سے بڑا سبب مغرب کا یہ دوغلا پن اور اسلامی عقیدہ و ثقافت کے ساتھ اس کا یہ جانبدارانہ بلکہ معاندانہ رویہ ہے جس نے بہت سے مقامات پر ''تنگ آمد بہ جنگ آمد'' کی صورت حال پیدا کر رکھی ہے، جہاں تک پارلیمنٹ کا تعلق ہے ہمیں معلوم ہے کہ یورپی پارلیمنٹ کی مذکورہ بالا قرارداد کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ یہ پارلیمنٹ یورپی ممالک کے عوام کی منتخب کردہ پارلیمنٹ ہے اور اس کی کسی قرارداد کو یورپی عوام کی اجتماعی رائے کی نمائندگی کا درجہ حاصل ہے لیکن ہم یورپی پارلیمنٹ کے ذمہ داران کی توجہ ان حقائق کی طرف دلانا چاہتے ہیں کہ:

☆... ''قرارداد مقاصد'' پاکستان کی منتخب دستور ساز اسمبلی نے منظور کی تھی۔

☆... ملک میں نفاذ اسلام کی دستوری ضمانت عوام کے منتخب نمائندوں نے دی ہے۔

☆... نفاذ شریعت کو قیام پاکستان کا حقیقی مقصد عوام کی منتخب دستور ساز اسمبلی نے قرار دیا ہے۔

☆... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ عوام کے منتخب نمائندوں نے کیا ہے۔

☆... ''تحفظ ناموس رسالت'' کا قانون عوام کے منتخب نمائندوں نے کیا ہے اور

☆... اسلامائزیشن کے سلسلے میں تشکیل پانے والا اب تک کوئی قانون یا ضابطہ ایسا نہیں ہے جس کی منظوری عوام کے منتخب نمائندوں نے نہ دی ہو۔

☆... اسی طرح مبینہ دہشت گردی کے خلاف موجودہ جنگ میں قوم کا متفقہ موقف بھی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ قرارداد کی صورت میں طے کر رکھا ہے جو فریزر میں منجمد پڑا ہے اور جمہوریت کا شب و روز راگ الاپنے والے مغرب کے دباؤ پر وہی پالیسیاں جاری ہیں جنہیں عوام نے گزشتہ انتخابات میں بھاری اکثریت کے ساتھ مسترد کر دیا تھا۔

یورپی پارلیمنٹ سے ہمارا سوال ہے کہ اسے بعض اقلیتوں کے چند افراد کی خود ساختہ شکایات اور این جی اوز کی پیدا کردہ مصنوعی صورت حال پر تو اس قدر تشویش ہے کہ اس کے لئے اس نے باقاعدہ قرارداد منظور کی ہے اور حکومت پاکستان سے قوانین تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا ہے لیکن پاکستانی عوام کی غالب اکثریت کے عقائد، جذبات، رجحانات اور منتخب پارلیمنٹ کے جمہوری فیصلوں کے بارے میں اس کا کیا خیال ہے؟ کیا یورپی پارلیمنٹ یا یورپ کے کسی بھی ملک کی پارلیمنٹ اپنے کسی جمہوری اور اکثریتی فیصلے کے خلاف شور مچانے والے کسی اقلیتی گروہ کو اپنے ملک کے خلاف لابنگ اور محاذ آرائی کی وہ سہولتیں دینے کے لئے تیار ہوگی جو انہوں نے پاکستان کی بعض اقلیتوں کے مخصوص افراد اور خاص طور پر پاکستانی عوام اور پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے کو مسترد کرنے والے قادیانیوں کو دے رکھی ہیں؟

جہاں تک قوانین کے غلط استعمال کا تعلق ہے، ہم بار بار اس کی وضاحت کر چکے ہیں اور آج بھی اس موقف پر قائم ہیں کہ بعض اقلیتی عناصر اور خاص طور پر قادیانیوں کی طرف سے عالمی سطح پر پاکستان کے خلاف کیا جانے والا یہ مسلسل پروپیگنڈا زمینی حقائق کے منافی ہے اور واقعات و حقائق کے خلاف ہے، اس کے لئے کوئی بھی غیر جانبدار فورم تحقیقات میں سنجیدہ ہو تو ہم اس کے سامنے پیش ہونے کے لئے تیار ہیں اور پھر اگر کسی قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہو تو اس کا حل قانون کو ختم کرنا نہیں بلکہ اس کے غلط استعمال کو روکنا اور معاشرتی رویوں میں تبدیلی لانا ہوتا ہے جس کی طرف ہماری سرے سے توجہ ہی نہیں ہے۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۲۹/مئی ۲۰۱۰ء)

روس میں مساجد اور دینی کام

سوویت یونین کی اشتراکی حکومت کے دور میں روس میں دینی سرگرمیاں بالکل ممنوع تھیں، اس وجہ سے بہت سارے دینی ادارے اور مساجد بند کر دی گئیں، چنانچہ ۱۹۹۱ء تک پورے سوویت یونین میں مساجد کی تعداد ۱۱۰ سے تجاوز نہیں کر سکی، مگر سوویت یونین کے بکھرنے کے بعد جب کہ دینی آزادی حاصل ہو چکی ہے، مسلمانوں کو مساجد کی ضرورت محسوس ہونے لگی، اس وقت ایک اندازہ کے مطابق صرف روس میں ۲۰ ملین مسلمان آباد ہیں، اسی طرح مساجد کی تعداد میں بھی دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور اس وقت روس میں چھ ہزار مساجد قائم ہیں، جن میں کچھ تو تعمیر شدہ ہیں اور کچھ قدیم مساجد ہیں جن کو مرمت کے بعد قابل استعمال بنا لیا گیا ہے۔

خانہ ساز نبی

علی بن محمد خارجی

نثار احمد خان فتحی

رے کے شہر کے مضافات میں پیدا ہوا، خوارج کے فرقہ ازارقہ سے تعلق رکھتا تھا، ابتدائی ذریعہ معاش اس کا یہ تھا کہ خلیفہ جعفر عباس کے بعض حاشیہ نشینوں کی مدح وتوصیف میں قصائد لکھ کر کچھ انعام حاصل کرلیا کرتا تھا، جب امرأ ورؤسا کی مجلسوں میں آمدورفت سے کچھ رسوخ حاصل ہوا تو اس کے دل میں سرداری اور ریاست کے خیالات پیدا ہونے لگے۔

۲۴۹ھ میں علی بغداد سے بحرین چلا گیا اور وہاں حالات سازگار دیکھ کر اپنی نبوت کا اعلان کردیا اور اپنے اتباع کی دعوت دینی شروع کردی، یہ کہتا تھا کہ مجھ پر بھی کلام الٰہی نازل ہوتا ہے، اس نے اپنا ایک آسمانی صحیفہ بھی بنا رکھا تھا، جس کی بعض سورتوں کے نام سبحان، کہف اور ص تھے اور کہتا تھا کہ خدا نے میری نبوت کی بہت سی نشانیاں ظاہر فرمائی ہیں۔

بحرین کے اکثر قبائل نے علی کی نبوت کو تسلیم کرلیا اور وہاں اس نے ایک بڑی جماعت اور قوت حاصل کرلی، بحرین کے بعض عمائدین اس کی فوج کے افسر مقرر ہوئے اور بہبوذ زنگی کو امیر البحر کا عہدہ سونپا گیا۔

پانچ سال بحرین میں قیام کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ مجھے خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ یہاں سے بصرہ جاؤں اور وہاں کے لوگوں کو اللہ کا راستہ دکھاؤں، چنانچہ یہ ۲۵۴ھ میں بصرہ میں اپنے چند مریدوں کے ساتھ چلا آیا اور بصرہ کے حاکم محمد بن رجا کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف ہوا، محمد بن رجاء نے اس کی گرفتاری کے لئے آدمی بھیجے مگر یہ بھاگ گیا تاہم اس کی بیوی، بیٹا اور کچھ ساتھی گرفتار کرلئے گئے، علی بھاگ کر بغداد آیا اور ایک برس تک مقیم رہ کر اپنی نبوت کی دعوت دیتا رہا، اس درمیان میں بصرہ میں ایک بغاوت ہوئی اور لوگوں نے عامل بصرہ محمد بن رجاء کو بصرہ سے نکال دیا اور بصرہ کے قید خانے کا دروازہ توڑ کر قیدیوں کو رہا کردیا، جب ان واقعات کی خبر علی کو پہنچی تو اس نے موقع غنیمت جان کر رمضان ۲۵۵ھ میں بصرہ کا رخ کیا۔

حبشی (زنگی) غلاموں کو اپنے تابع کرنے کی ترکیب:

بصرہ پہنچ کر علی بن محمد نے اعلان کردیا کہ جو زنگی غلام میری پناہ میں آجائیں گے میں ان کو آزاد کردوں گا، یہ اعلان سنتے ہی حبشی غلام ملک کے اطراف واکناف سے بھاگ بھاگ کر علی کے پاس آنے شروع ہوگئے اور کچھ ہی عرصے میں غلاموں کی ایک بھاری جماعت علی کے پاس جمع ہوگئی۔

علی نے ان سب کو جمع کرکے ایک بڑی پرجوش تقریر کی اور ان سے ہمدردی کا اظہار کیا، مال و دولت دینے کا یقین دلایا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی قسم کھائی اور ایک جھنڈا ریشمی کپڑے پر یہ آیت لکھ کر ایک بلند مقام پر نصب کردیا:

”ان اللہ شترئ من المومنین
انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ۔“

اب حالت یہ ہوئی کہ جس جس غلام کو یہ خبر ملتی تھی وہ اپنے آقا کو چھوڑ کر علی کے پاس آکر پناہ حاصل کرنے لگا، زنگی غلاموں کے آقاؤں کا رنگ پیلا پڑ گیا اور وہ علی کے پاس اپنے غلاموں کی شکایت لے کر آئے، علی نے اشارہ کردیا اور غلاموں نے اپنے آقاؤں کو مارنا اور قید کرنا شروع کردیا، بصرہ کے شریف لوگ یہ رنگ دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔

اس طرح علی نے زنگی غلاموں کا بڑا لشکر تیار کرلیا جو اس کے اشارے پر مرنے مارنے پر تیار رہتا تھا۔ علی نے اس لشکر کو لے کر آس پاس کے علاقوں، دجلہ، ایلہ اور قادسیہ وغیرہ پر لوٹ مار شروع کردی، حکومت نے جب بھی اس کے مقابلے پر کوئی فوج بھیجی اس نے ہر دفعہ علی کے لشکر سے شکست کھائی ان فتوحات سے علی کا حوصلہ اور بڑھ گیا۔

اہل بصرہ چار مرتبہ علی کے مقابلے کے لئے نکلے مگر ہر مرتبہ زنگی غلاموں کے ہاتھ میدان رہا اور کافی سامان جنگ اور اسلحہ ان کے ہاتھ آیا، دربار خلافت سے بھی دو مرتبہ فوجیں بھیجی گئیں مگر ان کو بھی کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اہل بصرہ کے ایک وفد نے اس صورت حال کو خلیفہ کے سامنے پیش کیا، چنانچہ خلیفہ نے ایک فوج گراں ایک ترک افسر جعلان کی نگرانی میں علی کے مقابلے کے لئے اہل بصرہ کے ساتھ روانہ کی، چھ مہینے تک جنگ جاری رہی، آخر ترک افسر جنگ سے دستبردار ہوکر واپس بصرہ آگیا اور زنگیوں نے خوب اس کے لشکرگاہ میں لوٹ مچائی۔

علی خارجی کی مزید فتوحات:

۲۵۶ھ میں علی خارجی نے ایلہ میں گھس کر

وہاں کے گورنر عبداللہ اور اس کی مختصر سی فوج کو تہ تیغ کیا اور پورے شہر کو آگ لگادی اور یہ شہر پورا کا پورا جل کر خاکستر ہوگیا، اس کے بعد دوسرے شہر ہواز کی باری آئی اور وہاں کے عامل ابراہیم کو گرفتار کر کے شہر میں خوب لوٹ مار مچائی۔

اب خلیفہ نے سعید بن صالح ایک مشہور سپہ سالار کو زنگیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور سعید نے کچھ کامیابی حاصل کی مگر انجام کار زنگیوں کا پلہ بھاری رہا اور سعید بن صالح نامراد و ناکام واپس بغداد آگیا۔

خلیفہ معتمد اس ناکامی پر بہت غضبناک ہوا اور ایک دوسرے سردار جعفر بن منصور خیاط کو جو بڑے بڑے معرکے سر کر چکا تھا، اس مہم پر مامور کیا مگر اس سردار کی بھی ایک نہ چلی اور یہ زنگیوں سے شکست کھا کر بحرین واپس چلا گیا، اس دوران زنگیوں نے بصرے پر چڑھائی کردی اور نصف شوال ۲۵۷ھ میں بصرہ کو بزور شمشیر فتح کرلیا اور وہاں کے باشندوں کو نہایت سفاکی اور بے دردی سے گاجر مولی کی طرح کاٹ چھانٹ کر علی بن ریان زنگیوں کا سردار واپس ہوا اور پھر کچھ عرصے کے بعد دوبارہ بغرض قتل و غارت گری بصرہ آیا، اہل بصرہ نے اس سے امان طلب کی چنانچہ اس نے سب کو امان دے کر ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا اور جب سب لوگ جمع ہوگئے تو سب کو ہلاک کر کے جامع مسجد اور بصرہ کے اکثر محلات میں آگ لگادی۔

بصرہ کے بربادی اور تباہی کی خبر سن کر خلیفہ معتمد نے پھر ایک سپہ سالار محمد معروف بہ مولد کو ایک لشکر جرار کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ کیا، وہ بصرہ پہنچا تو لوگوں نے رو رو کر زنگیوں کے ظلم و تشدد کی شکایت کی۔ علی خارجی نے اپنے افسر یحییٰ کو مولد کے مقابلے میں بھیجا، دس دن تک جنگ جاری رہی مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا، آخر کار زنگیوں نے مولد کے لشکر پر شبخون مارا پوری رات اور پھر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی اور مغرب کے وقت مولد کے لشکر نے شکست کھائی اور زنگیوں نے مولد کے لشکر گاہ کو خوب لوٹا اور کافی دور تک مولد کا تعاقب کیا۔

شہزادہ ابوالعباس (آئندہ کا خلیفہ معتمد باللہ) زنگیوں کے مقابلے پر:

اس کے بعد مسلسل نو برس تک دارالخلافہ سے زنگیوں کو زیر کرنے کے لئے لشکر آتے رہے جنگیں ہوتی رہیں، مگر علی خارجی کی قوت نہیں ٹوٹ سکی۔ آخر کار خلیفہ نے تنگ آکر ایک فیصلہ کن جنگ کا منصوبہ بنایا اور اپنے بھتیجے ابوالعباس کو زنگیوں کے مقابلہ پر ایک عظیم لشکر کے ساتھ روانہ کیا، ابوالعباس وہ شخص ہے جو آئندہ چل کر خلیفہ معتمد کے تخت خلافت کا وارث ہوا اور معتمد باللہ لقب اختیار کیا۔ ابوالعباس ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج کے ساتھ زنگیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔

علی خارجی نے بھی اس کے مقابلے کے لئے بے شمار فوج تیار کی ہوئی تھی، اس نے سن رکھا تھا کہ ابوالعباس ایک نوجوان شہزادہ ہے جسے میدان جنگ کا کوئی تجربہ نہیں ہے، اس کا خیال تھا کہ اول تو اور سرداروں کی طرح ابوالعباس بھی ہماری فوجی کثرت سے خائف ہوکر پسپا ہوجائے گا اور اگر مقابلہ پڑتا بھی رہا تو دس پانچ دن کے بعد بھاگ کھڑا ہوگا۔

ابوالعباس کا جاسوسی نظام بہت اچھا تھا، پل پل کی خبریں، غنیم کی حرکات، لشکر کی تعداد سب خبریں اس کو صحیح اور بروقت مل رہی تھیں، چنانچہ سب سے پہلے ابوالعباس کی مڈبھیڑ علی خارجی کے مقدمۃ الجیش سے ہوئی، اس میں ابوالعباس کو فتح ہوئی، زنگی دریا کی طرف بھاگے ابوالعباس کی فوجی کشتیاں پہلے ہی راستہ روکے ہوئے کھڑی تھیں، انہوں نے بھی زنگیوں کو اپنی تلوار کی باڑ پر رکھ لیا اور چھ کوس تک زنگیوں کا تعاقب کر کے قتل کرتے رہے، کافی مال غنیمت ہاتھ آیا، یہ پہلی فتح تھی جو خلیفہ کی فوج کو بارہ تیرہ سال کی مسلسل شکستوں کے بعد نصیب ہوئی تھی۔

شہزادہ ابوالعباس کی مزید فتوحات:

ایک ہفتہ کے بعد زنگیوں کا ایک سردار سلیمان بن جامع اپنے لشکر کو تین حصوں میں بانٹ کر خشکی اور دریا کے راستے سے ابوالعباس کے لشکر پر ٹوٹ پڑا، دوپہر تک شدت کی جنگ جاری رہی، ظہر کے قریب زنگی ہمت ہار بیٹھے اور نہایت افراتفری اور بے ترتیبی کے ساتھ جان بچاکر بھاگنے لگے، ہزاروں قتل ہوئے اور سینکڑوں اپنی کشتیوں سمیت گرفتار کرلئے گئے، ابوالعباس فتح کے شادیانے بجاتا ہوا اپنے لشکر گاہ میں واپس ہوا۔

زنگیوں کی مزید ناکامیاں:

اس شکست کے بعد زنگیوں نے خلیفہ کے لشکر کے راستوں میں بڑے بڑے کنویں اور گڑھے کھود کر انہیں گھاس پھونس سے پاٹ دیا۔ ابوالعباس کی فوج اپنی فتح کا جشن مناتی ہوئی اس راستے سے گزری تو اس کے کچھ سپاہی ان کنوؤں میں گرے، عباس نے فوراً راستہ تبدیل کردیا اور اس طرح زنگی اپنی اس ایذا رسانی میں ناکام ہوگئے۔

علی خارجی کو جب اپنی ناکامی کا علم ہوا تو اس نے اپنے سپہ سالاروں کو حکم دیا سب اپنی فوجیں یکجا کرلیں اور متحد ہوکر پوری قوت سے ابوالعباس پر ضرب لگائیں۔ ابوالعباس کے باپ موفق کو معلوم ہوا کہ علی خارجی کی ساری فوجی قوت اس کے بیٹے ابوالعباس کے خلاف صف آرا ہورہی ہے تو وہ خود بھی بہ نفس نفیس خلیفہ سے اجازت لے کر ۲۶۷ھ میں ایک بھاری فوج کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالعباس سے آکر مل گیا۔

اب دونوں باپ بیٹوں نے دو طرف سے زنگی فوج پر حملہ کردیا، گھمسان کی لڑائی ہوئی اور زنگیوں کو راہ فرار اختیار کرنا پڑی۔ زنگیوں کا سردار شعرانی اپنی بچی کچھی فوج لے کر جنگل میں جا چھپا، موفق اس فتح کے بعد اپنے کیمپ میں واپس آیا، تقریباً ڈیڑھ ہزار مسلم خواتین جن کو زنگیوں نے قید کر رکھا تھا رہا کردی گئیں۔ (جاری ہے)

منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ

آزادیٔ اظہار رائے یا بغض و عناد

امریکی کارٹونسٹ مولی نورس نے ویب سائٹ ''فیس بک'' پر توہین آمیز خاکوں کا مقابلہ کرانے کا اعلان کیا، تو دنیائے اسلام سراپا احتجاج بن گئی، تمام اسلامی ممالک خصوصاً پاکستان میں اہانت رسول کے اس دلخراش واقعہ پر احتجاجی جلوس، ریلیاں اور مظاہرے کئے گئے اور فیس بک کا بائیکاٹ کیا گیا اس موقع پر ہمارے قانونی مشیر جناب منظور احمد میو ایڈووکیٹ نے اہل مغرب کے متعصبانہ طرز عمل کی تفصیل ارسال کی ہے، جسے قارئین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے:

یہ کوئی نئی بات نہیں کہ ''قوانین ضبط الحاد'' جنہیں انگریزی میں "Blasphemy Laws" کہا جاتا ہے، وجہ بحث و تنقید ہیں۔ خاص طور سے پاکستانی قوانین ہمیشہ ہی سے اہل مغرب اور مغربی نقاد، دانشوروں اور صحافیوں کی نظروں میں کھٹکتے رہے ہیں، وہ اپنی تحریروں، تقریروں، اخبارات، میگزین، ویب سائٹس اور ٹی وی کے ذریعے مسلمانوں کی دل آزاری کرتے رہتے ہیں اور اس کو آزادی تحریر و تقریر کا نام دیتے ہیں۔ یہ قوانین زیادہ شدت سے اس وقت زیر بحث آئے جب ایک ڈنمارک کے اخبار "Jylland Posten" نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے تضحیک آمیز خاکے چھاپے۔ اس کی وجہ سے پوری دنیا کے مسلمانوں میں اضطراب، غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ جلسے جلوس، احتجاجی مظاہرے، قونصلیٹ کا جلاؤ گھیراؤ، ہڑتالیں، پرتشدد مظاہرے۔ یہ سب کچھ ہوئے مگر اہل مغرب کے کانوں پر جوں نہ رینگی، بجائے اس کے کہ وہ اپنے ملکی قوانین کے مطابق ذمہ داروں کا محاسبہ کرتے اور مجرمین کو قرار واقعی سزا دیتے۔ الٹا پورے یورپ نے ''آزادی تحریر و تقریر'' کا راگ الاپنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کے جذبات اور احساسات سے نظر پوشی کی گئی اور یہی نہیں بلکہ اس اخبار سے اظہار یکجہتی کے لئے دوسرے اخبارات نے بھی سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے ایسے ہی کارٹون شائع کر دیے۔

۳۰/ ستمبر ۲۰۰۵ء سے لے کر ۲۰/ مارچ ۲۰۰۷ء کے درمیانی عرصے میں کم و بیش ۴۵ ممالک کے مختلف اخبارات، میگزین، ٹی وی چینلز اور ویب سائٹس پر ۷۰ بار ایسے ہی کوشش کی گئی، ان لگاتار تضحیکانہ کوششوں کے درمیان بہت سارے اخبارات نے باضابطہ معافی بھی مانگی، مگر مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کرنے کے لئے دوبارہ ان گستاخانہ خاکوں کو شائع کر دیا۔ اسی دوران جب ان کارٹونوں پر مسلمانوں میں اضطراب کی لہر اٹھی اور مغربی طاغوتوں کو مالی و ذہنی نقصان ہوا تو ان کے حقوق کی محافظ تنظیم ''اقوام متحدہ'' نے معاملے کو دبانے کی خاطر ۲۴/ نومبر ۲۰۰۵ء کو ڈنمارک سے معاملے سے متعلق رپورٹ طلب کر لی۔

۲۳/ جنوری ۲۰۰۶ء کو ڈنمارک کی حکومت نے اقوام متحدہ کو اپنا جواب دیا، جس میں اس نے آزادی تحریر و تقریر کا راگ الاپا اور مسلمانوں کے جذبات و احساسات کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا، جبکہ ۲۸ جنوری ۲۰۰۶ء کو سعودی عربیہ میں موجود ڈنمارک کے سفیر نے ایک امریکی ٹی وی چینل AP.Tv کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ڈنمارک کے اخبار "Jylland Posten" نے اپنا اسلام سے متعلق کم علمی کی بنیاد پر کیا ہے۔ ذرا غور کیجئے ڈنمارک کے سفیر ایک طرف تو اخبار کو ہدف تنقید بنا رہے ہیں تو دوسری طرف ان کی حکومت مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کرتی رہی۔

اسی دن اسلامی کانفرنس تنظیم O.I.C نے ڈنمارک کی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ واقعات کا سختی سے نوٹس لے، مگر: ''نقار خانے میں طوطی کی آواز'' کون سنے؟ اس پر کوئی دھیان نہیں دیا گیا۔

۳۰/ جنوری ۲۰۰۶ء کو ڈنمارک کے اخبار "Jylland Posten" نے ڈینش اور عربی دونوں زبانوں میں تضحیک آمیز خاکے شائع کرنے پر اور مسلمانوں کی دل آزاری کرنے پر معافی نامہ شائع کر دیا۔

مسلم دنیا کا اضطراب مسلسل بڑھتا ہی جا رہا تھا مگر یورپی اقوام و اخبارات اشاعت تسلسل سے کام لیتے رہے، ایسے میں ۳۱/ جنوری ۲۰۰۶ء کو ڈنمارک کے وزیر اعظم نے ایک پریس کانفرنس میں مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ اپنے جذبات پر قابو رکھیں اور ڈنمارک کی حکومت اس پوزیشن میں نہیں کہ وہ اخبارات کے خلاف کوئی کارروائی کرے، کیونکہ ڈنمارک کے آئین نے ان کو تحریر و تقریر کی آزادی دے رکھی ہے، اس لئے اگر کسی کو پریشانی ہوتا ہے تو وہ مسلمانوں کو ہی ہوتا ہے، اسی دن الجزیرہ ٹی وی چینل نے ڈنمارک کے وزیر اعظم کو دعوت دی کہ وہ اپنے موقف کا اظہار ان کے چینل پر کریں تاکہ مسلمانوں کا غصہ ٹھنڈا کیا جا سکے، مگر وزیر اعظم نے اپنے لہو میں شامل تکبر اور مسلمانوں کے خلاف بغض و عناد کے باعث جواب دینے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ وہ

خاموش لفظوں میں اعلان کر رہے تھے، ہمیں مسلمانوں کے احساسات و جذبات سے کوئی سروکار نہیں، ہمارا مقصد تو فقط اپنی تجارت کو بچانا ہے، جو ان ہی بے وقوف مسلمانوں کے فنڈز سے چلتی ہے۔

اسی واقعہ کے دوران روس کے آرتھوڈکس چرچ اور مسلمان مفتیان نے زبانی جمع خرچ کے طور پر خاکوں کو تنقید کا نشانہ بنایا اور مذمت کی، مگر عملی قدم اٹھانے سے گریز کیا۔

مسلمانوں اور اسلام سے بغض وعناد صرف اخبارات یا ٹی وی چینلز تک ہی محدود نہ رہا بلکہ نام نہاد روشن خیال اور دنیا کی سب سے بڑی جمہوری طاقت کی سیاست میں بھی سرایت کر گیا اور اسلام دشمنی کھل کر سامنے آگئی۔ چنانچہ ۲/ فروری ۲۰۰۶ء کو ''برٹش نیشنل پارٹی'' نے اپنی ویب سائٹس پر تضحیک آمیز خاکے شائع کر دیئے۔

یہ تضحیک آمیز سلسلہ یہیں نہیں ہوا بلکہ بیلجیئم کی ایک قابل ذکر شخصیت "Etienne Vermeersh" نے بیلجیئم کے اخبارات کو یہ مشورہ دیا کہ ان خاکوں کو بار بار شائع کرو تاکہ مسلمان اس کے عادی ہو جائیں۔ ذرا غور کیجئے یہ مسلمانوں کے جذبات واحساسات کی کس قدر تذلیل کی جارہی ہے؟

تاریخ گواہ ہے کہ یہود ونصاریٰ ہمیشہ سے متحد رہے ہیں، دونوں اقوام اسلام اور مسلمانوں کی کٹر دشمن رہی ہیں۔ زبانی کلامی شیر وشکر میں ڈوبی زبان استعمال کرتے ہیں مگر حقیقتاً اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتے ہیں۔

۴/ فروری ۲۰۰۶ء کو "Holy See" کے کرتا دھرتاؤں نے کہا کہ آزادی تحریر کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ کسی کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا جائے، لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ضرور سمجھنا چاہئے کہ اس کا ذمہ دار حکومتوں کو نہ ٹھہرایا جائے۔ اب بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ حکومت اگر اپنی رٹ قائم نہیں کرسکتی تو ایسی حکومت کا فائدہ کیا؟ اور ان حکومتوں کے پاس ان اخبارات کی اشاعت کو روکنے کے لئے قانون موجود تھا، مگر انہوں نے جانتے بوجھتے ان کو استعمال نہ کیا، امریکا نے شام پر یہ الزام لگایا کہ شامی حکومت نے دمشق میں موجود ڈنمارک کے قونصلیٹ کو صحیح طور سے تحفظ فراہم نہیں کیا، اس لئے اس کو مظاہرین نے آگ لگادی اور امریکا ان بُرے حالات میں ڈنمارک اور اپنے یورپی حلیفوں کے ساتھ ہے اور ان سے اظہار یکجہتی کرتا ہے۔

برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر اور ناٹو کے جنرل سیکریٹری جیپ ڈی ہوپ بھلا اپنے نصرانی خون سے کیسے بے وفائی کرتے؟ انہوں نے بھی ڈنمارک کی حکومت سے اظہار یکجہتی کیا اور دنیا کی سستی شہرت اور آخرت کی ہمیشہ رہنے والی ذلت اپنے دامن میں سمیٹ لی۔

مسلمان ابھی تک غم وغصہ کی حالت میں تھے اور ان کا مطالبہ فقط یہ تھا کہ مذکورہ اخبارات میں تضحیک آمیز خاکوں کی اشاعت کو روکا جائے، اور ان کے ذمہ داروں سے معافی مانگنے کا مطالبہ تھا، مگر ان کی آواز پر کان دھرنے کی بجائے، امریکی نائب وزیر خارجہ ڈینئل فرائیڈ نے کہا کہ: ''ڈنمارک میں ایسا کچھ بھی نہیں ہوا کہ جس کی معافی مانگی جائے'' البتہ ۷/ فروری ۲۰۰۶ء کو ایک امریکن این جی او ''ایمنسٹی انٹرنیشنل'' سے یہ بیان دلوادیا گیا کہ آزادی تحریر وتقریر مطلق نہیں ہونی چاہئے۔ اسی دن امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے ڈنمارک کے نمائندے انڈرس فوگ کو بلا کر ڈنمارک سے اظہار یکجہتی کرکے مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کی اور یقین دلایا کہ وہ اس موقع پر ڈنمارک کے ساتھ ہیں۔

۱۰/ فروری ۲۰۰۶ء کو ناروے کے تین اخبارات "Selbekk, Vebjorn, Magazinet" میگزین نیٹ، ویب جورن اور سیلبیک کے ایڈیٹرز نے تضحیک آمیز خاکوں کی اشاعت پر مسلم عوام سے معافی مانگ لی۔

۱۲/ فروری ۲۰۰۶ء کو آئرش صدر "Mary Mc Aleese" نے تضحیک آمیز خاکوں کی اشاعت کی مذمت کی اور کہا کہ مسلمانوں کا احتجاج کرنا ان کا حق ہے، اسی دوران ۱۳/ فروری ۲۰۰۶ء کو یورپی یونین کے چیف فارن پالیسی "Javier Solana" نے او آئی سی کے سیکریٹری جنرل سے ملاقات میں کہا کہ ''یورپی پارلیمنٹ کو ''اسلام فوبیا'' پر قانون سازی کرکے اس مسئلے کا حل نکالنا چاہئے'' ان کا کہنا تھا کہ یورپی اخبارات کا یہ رویہ مسلمانوں کے خلاف نائن الیون ہے۔

۱۳/ فروری ۲۰۰۶ء کو ہی اقوام متحدہ کے خصوصی ایلچی کو یاد آیا کہ ''قانونی طور پر ہر ملک ''بین الاقوامی معاشرتی وسیاسی حقوق کے کنونشن کا پابند ہے، جس کا آرٹیکل نمبر ۱۳ مذہب اور حق رائے دہی کے تعلق کو بیان کرتا ہے جبکہ اس کا آرٹیکل ۱۸ مذہبی آزادی کو تحفظ فراہم کرتا ہے، لیکن یہ آزادی مطلق نہیں، بلکہ عوامی تحفظ کی بنیاد پر اور بنیادی حقوق سے مشروط ہے۔ ((18(3)) جبکہ آرٹیکل نمبر ۱۹ آزادی تحریر وتقریر سے متعلق ہے، لیکن یہ آزادی بھی مطلق نہیں بلکہ اس کی بھی حدود مقرر ہیں کہ اس سے کسی کی ذات کو یا کسی کی عزت نفس کو تکلیف نہ پہنچے (19(3)(a)) جبکہ آرٹیکل نمبر ۲۰ ایسے تمام اقدامات سے منع کرتا ہے جو نسلی یا مذہبی امتیاز کی بنیاد پر کئے جائیں یا جن سے معاشرے میں عدم برداشت اور تشدد کو ہوا ملے''۔

قرآن کہتا ہے کہ یہ یہودی اور نصرانی تمہارے دوست قطعی نہیں ہوسکتے، یہ افراد مسلمانوں کو طرح طرح سے تکالیف دینا نہیں بھولتے۔ مگر ہم ہیں

کہ ان کی دوستی کا دم بھرتے ہیں، اتنا سب کچھ ہونے کے بعد ۱۴/ فروری ۲۰۰۶ء کو "اٹلی" کے ایک منسٹر "Roberto Calderol" ایک ایسی "T.Shirt" پہنے جلوہ گر ہوئے جس پر آپ کی تصویر تھی اور اس نے جو کہا وہ ہم مسلمانوں کے لئے کسی تازیانے سے کم نہیں، اس نے کہا:

"میرے پاس یہ شرٹ موجود ہے اور میں آج سے اس کو پہننا شروع کروں گا جس نے پورے اسلام کو مضطرب کر دیا ہے، ہمیں اب اس کہانی کو ختم کرنا ہی ہوگا، یہ (مسلمان) صرف ہمیں دبانا چاہتے ہیں، انہیں کہو کہ بس اب رک جاؤ، یہ ہمارا زمانہ ہے اور تمہارا قصہ پارینہ ہے۔"

کیا آزادی تحریر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی کی دل آزاری کی جائے اور اس وزیر کو تو یوں لگتا ہے کہ انہیں مسلمانوں سے برسوں کا بیر ہو، ان کی اس تقریر پر کسی "یورپی مہذب" شخص نے اعتراض نہیں کیا، کسی اسرائیلی نژاد اقوام متحدہ کے ذمہ دار کا بیان نہیں آیا کہ کم از کم ان صاحب کو تنقید کا نشانہ بنایا ہوا، بلکہ الٹا اس معاملے میں مسلمانوں کو مورد الزام ٹھہرایا گیا بلکہ ۱۶/ فروری ۲۰۰۶ء کو یورپین پارلیمنٹ نے ڈنمارک سمیت تمام یورپین ممالک سے اظہار یکجہتی کی قرارداد پاس کی اور اس میں کہا گیا کہ:

"گرچہ مسلمانوں کو احتجاج کا حق حاصل ہے مگر ہم آزادی تحریر و تقریر پر کوئی پابندی برداشت نہ کریں گے۔"

۲۲/ فروری ۲۰۰۶ء کو پولینڈ کی ایک تنظیم "سینٹ جینڈکٹ فاؤنڈیشن" نے ایک مہم شروع کی، جس میں انہوں نے ان خاکوں کو گلی گلی، محلے محلے نمائش کروائی اور یہ موقف اختیار کیا کہ: "وہ جو کچھ بیان کر رہے ہیں (خاکوں کی صورت میں) وہ سب حقیقت ہے اور یہ مسلمان جو احتجاج کر رہے ہیں وہ فقط اسی لئے کر رہے ہیں کہ ان کا مذہب ان کو ایسا کرنے پر ابھارتا ہے ورنہ مذہبی آزادی کا خیال تو خود مسلم ممالک میں بھی نہیں رکھا جاتا۔"

جس اخبار نے ۳۰ جنوری ۲۰۰۶ء کو معافی مانگی تھی، جس کی وجہ سے یہ قضیہ کھڑا ہوا، اس نے پھر سے وہی خاکے شائع کر دیئے اور ایسا کیوں نہ ہوتا، اس کو، اسی کارنامے پر تو ایوارڈ اور تعریفوں سے نوازا گیا تھا، یہی نہیں ۱۵/ مارچ ۲۰۰۶ء کو "ڈائریکٹر آف پبلک پراسیکوٹر آف ڈنمارک" اور "لوکل پراسیکوٹر" دونوں اس بات پر متفق ہوئے کہ "Jylland Posten" نے کسی ڈنمارکی قانون کی خلاف ورزی نہیں کی، اب اگر اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی مسلمان احتجاج نہ کریں تو کیا کریں؟ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر حرمت رسولؐ یا حرمتِ اسلام پر بات آئے بھی گوارا نہیں کر سکتا اور بات جب مذہب اور حمیت کی آئے تو کمزور سے کمزور مسلمان بھی فولاد کی چٹان ثابت ہوتا ہے، چنانچہ ۲۰/ مارچ ۲۰۰۶ء کو برلن کی پولیس نے ایک پاکستانی طالب علم "عامر چیمہ" کو اس وقت گرفتار کیا جب وہ اخبار "Die Wett" کے دفتر میں داخل ہوا، اس پر الزام یہ لگایا گیا کہ اس کا مقصد چھری سے اخبار کے مدیر کا خاتمہ کرنا تھا، کیونکہ اس نے خاکے شائع کئے تھے، مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ بہرحال برلن کی پولیس نے اس پر بے پناہ تشدد کیا، جس کی وجہ سے یکم مئی ۲۰۰۶ء کو جیل کے اندر ہی اس کی موت ہوگئی، اس کی نماز جنازہ میں تقریباً پچاس ہزار افراد نے شرکت کی اور لاہور میں دفنایا گیا۔

۴/ نومبر ۲۰۰۶ء کو یمن کی عدالت نے "الرائی العام" کے ایڈیٹر "کمال العلافی" کو خاکے چھاپنے پر ایک سال کی سزا سنائی، جبکہ ان کے اخبار کو چھ ماہ کے لئے بند کر دیا گیا، اس دوران ان کی ذاتی تحریروں پر بھی پابندی عائد کر دی گئی جبکہ یمن کی ہی عدالت نے "The Yemen Observer" کے ایڈیٹر "محمد السعدی" کو اس وقت تک جیل میں بند کرنے کی سزا سنائی جب تک کہ وہ پانچ لاکھ ریال کا جرمانہ ادا نہیں کر دیتے۔

مندرجہ بالا حقائق و واقعات سے صاف پتا چلتا ہے کہ مغرب کا چہرہ کتنا مکروہ اور متعصبانہ ہے، بارہا معافی مانگنے کے بعد بھی وہ جرم دوبارہ، سہ بارہ بلکہ بار بار دہرایا گیا، مسلمان دنیا حتی کہ O.I.C کی آواز بھی "نقار خانے میں طوطی کی آواز" کی طرح دب کر رہ گئی مسلمانوں سے ہی کہا گیا کہ وہ اپنے جذبات پر قابو رکھیں اور نام نہاد آزادی تحریر کی عزت و تکریم کریں، اگرچہ مسلمانوں کے احتجاج اور مصنوعات کے بائیکاٹ کی وجہ سے یورپ کو بہت نقصان برداشت کرنا پڑا مگر وہ "کتے کی دم کی طرح ٹیڑھی کی ٹیڑھی" والی مصداق اپنے موقف سے پیچھے نہ ہٹا، اور مسلمان حق بجانب ہوتے ہوئے بھی کچھ عرصے کے بعد اس تذلیل کو بھول گئے۔

اب سوال یہ ہے کہ آخر "قانون ضبط الحاد" ہے کیا؟ اس کی تاریخی حقیقت کیا ہے؟ کیا واقعی یہ قانون "قانون آزادی تحریر و تقریر" سے متصادم ہے؟ کیا یہ قوانین صرف پاکستان میں ہی ہیں یا دوسرے ممالک میں بھی اس طرح کے قوانین رائج ہیں؟ کیا پاکستان میں یہ قوانین اقلیتوں کے خلاف استعمال ہوتے ہیں؟ کیا ان کو ختم کر دینا چاہئے؟

قدیم انگریزی زبان میں اس کے لئے لفظ "Blasfemen" قدیم فرانسیسی زبان میں "Blasfemer" اور قدیم لاطینی زبان میں "Blasphemare" استعمال ہوا ہے، جس سے مراد: "کسی کی عزت خراب کرنا، الزام تراشی کرنا یا بدنام کرنا" لیا جاتا ہے۔ عمومی معنوں میں اس سے مراد مقدس ہستیوں، مذہبی رواجات و عقائد اور خود

مذہب سے متعلق دشنام طرازی لیا جاتا ہے، خدا کی ذات پر تنقید کرنا بھی اسی کے ذمرے میں آتا ہے، حتیٰ کہ اس کا دائرہ مذہبی اشکال، مہر یا مذہبی نشانات کے استعمال تک پھیلا ہوا ہے۔

اس کا استعمال سب سے پہلے ۱۲۰۰ء میں نظر آتا ہے، جب "Ancrena Riwle" نامی مذہبی کتاب منظر عام پر آئی، جس سے مراد "ملحدانہ الفاظ" ہے۔ "Johnwycliff" ان الفاظ کا استعمال صرف حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات تک ہی محدود رکھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:

"Freres by gobbling blaspheme upon Christ"

یعنی: ملحدوں نے فضول بکواس کرتے ہوئے مسیحؑ کے خلاف الحاد بکا۔"

جبکہ ۱۹ویں صدی میں اس لفظ کا عام استعمال شروع ہوا اور اس سے مراد عام گالی، دشنام طرازی وغیرہ کے معنوں میں لیا جانے لگا، جبکہ ڈاکٹر جانسن (Dr. Johnson) نے اس کی حدود اقنوم ثلاثہ: باپ، بیٹا، روح القدس، تک بڑھادیں چاہے ان الفاظ کا استعمال زبانی ہوا ہو یا تحریری۔

"انگلش کامن لاء" میں کسی بھی معاملے کو "الحاد" اس وقت تسلیم کیا جاتا ہے کہ جب وہ عیسائیت کی حقانیت سے انکاری ہو یا بائبل یا عام دعائیہ کتب یا وجود باری تعالیٰ کے خلاف ہو۔

تمام آسمانی مذاہب "الحاد" کو گناہ عظیم قرار دیتے ہیں اور قابل تعزیر گردانتے ہیں، یہودی مذہب میں پڑھی جانے والی موجودہ توراۃ میں (عیسائیوں کی بائبل میں موجود پرانے عہد نامے کی توراۃ سے مختلف ہے) بے شمار مقامات پر اس کا ذکر ملتا ہے اور تعزیر کا احوال بھی درج ہے، جیسے:

☆... تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ نہ لینا کیونکہ جو اس کا نام بے فائدہ لیتا ہے خداوند اسے بے گناہ نہ ٹھہرائے گا۔ (خروج باب:۲۰، آیت:۷)

☆... اور تم میرا نام لے کر جھوٹی قسم نہ کھانا، جس سے تو اپنے خدا کے نام کو ناپاک ٹھہرائے، میں خداوند ہوں۔ (احبار، باب:۱۹، آیت:۱۲)

☆... تم میرے پاک نام کو ناپاک نہ ٹھہرانا، کیونکہ میں بنی اسرائیل کے درمیان ضرور ہی پاک مانا جاؤں گا، میں خداوند تمہارا مقدس کرنے والا ہوں۔ (احبار، باب:۲۲، آیت:۳۲)

☆... اور اسرائیلی عورت کے بیٹے نے پاک نام پر کفر کیا اور لعنت کی، تب لوگ اسے موسیٰ کے پاس لے گئے، اس کی ماں کا نام سلومیت تھا جو دبری کی بیٹی تھی جو دان کے قبیلے کا تھا اور انہوں نے اسے حوالات میں ڈال دیا، تا کہ خداوند کی جانب سے اس بات کا فیصلہ ان پر ظاہر کیا جائے، تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ اس لعنت کرنے والے کو لشکر گاہ کے باہر نکال کر لے جائے اور جتنوں نے اسے لعنت کرتے سنا وہ

ICEBERG (Water Chiller)

☆ پینے کا پانی ٹھنڈا کرنے کے ساتھ ساتھ بجلی کی بھی بچت کرتا ہے، ☆ خوبصورت ڈیزائن، ☆ باڈی مکمل کوٹڈ ہونے کی وجہ سے زنگ سے محفوظ، ☆ واٹر ٹینک اسٹین لیس اسٹیل، ☆ جدید ترین ٹیکنالوجی کو سامنے رکھ کر مکمل کیلکولیٹڈ بنایا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ صرف چند منٹوں میں آپ کو ٹھنڈا پانی دینا شروع کر دیتا ہے۔

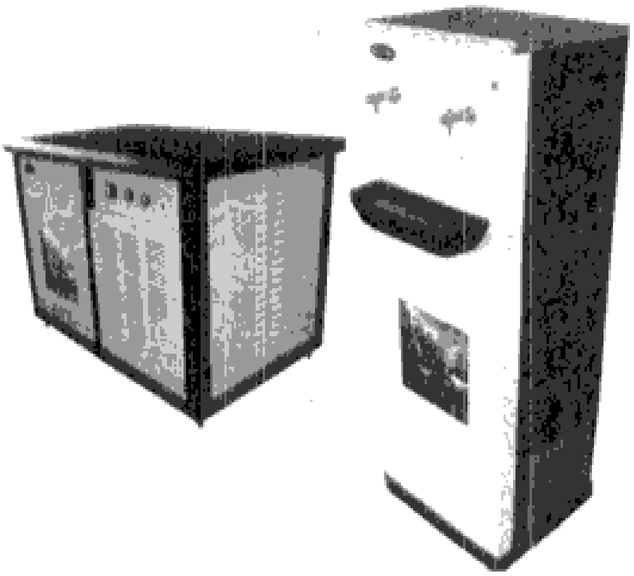

فلاحی اداروں اور سپلائرز کے لئے خصوصی ڈسکاؤنٹ

مختلف خوبصورت ڈیزائن اور کپیسٹی میں دستیاب ہیں

رابطہ سیل: 0333-2126720

E-mail:monir@super.net.pk

سب اپنے اپنے ہاتھ اس کے سر پر رکھیں اور ساری جماعت اسے سنگسار کرے اور تو بنی اسرائیل سے کہہ دے جو کوئی اپنے خدا پر لعنت کرے اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا اور جو خداوند کے نام پر کفر بکے ضرور جان سے مارا جائے، ساری جماعت اسے قطعی سنگسار کرے، خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جب وہ پاک نام پر کفر بکے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔

(احبار، باب:۲۴، آیت:۱۱تا۱۶)

☆... تب داؤد نے ناتن سے کہا کہ خداوند نے بھی تیرا گناہ بخشا، تو مرے گا نہیں، تو بھی چونکہ تو نے اس کام سے خداوند کے دشمنوں کو کفر بکنے کا بڑا موقع دیا ہے، اس لئے وہ لڑکا بھی جو تجھ سے پیدا ہوگا مرجائے گا۔ (۲-سموئیل باب:۱۲، آیت:۱۳،۱۴)

عیسائیت میں بھی کم وبیش اسی طرح کے عقائد ملتے ہیں، موجودہ بائبل کے نئے عہد نامہ میں آیتیں میں کفر والحاد کو روکتی نظر آتی ہیں، چنانچہ لکھا ہے کہ:

☆... اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر تو معاف کیا جائے گا مگر جو کفر روح کے حق میں ہو وہ معاف نہ کیا جائے گا۔

(متی کی انجیل، باب:۱۲، آیت:۳۱)

☆... اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اس نے کفر بکا ہے، اب ہم کو گواہوں کی کیا حاجت رہی۔

(متی کی انجیل، باب:۲۶، آیت:۶۵)

☆... تم نے یہ کفر سنا، تمہاری کیا رائے ہے، ان سب نے فتویٰ دیا کہ وہ قتل کے لائق ہے۔

(مرقس کی انجیل، باب:۱۴، آیت:۶۴)

☆... اس پر فقیہی وفریسی سوچنے لگے کہ یہ کون ہے جو کفر بکتا ہے، خدا کے سوا اور کون گناہ معاف کرسکتا ہے۔ (لوقا کی انجیل، باب:۵، آیت:۲۱)

☆... یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب سے نہیں بلکہ کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اس لئے کہ تو آدمی ہوکر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے۔ (یوحنا کی انجیل باب:۱۰، آیت:۳۳)

☆... اور اس نے خدا کی نسبت کفر بکنے کے لئے منہ کھولا کہ اس کے نام اور اس کے خیمہ یعنی آسمان کے رہنے والوں کی نسبت کفر بکے۔

(مکاشفہ، باب:۱۳، آیت:۶)

عیسائی تحریروں اور عالموں کے نزدیک بلاسفیمی ایک انتہائی سنگین جرم رہا ہے اور بہت سے مقامات پر اس کا ذکر "ناقابل تلافی جرموں" کے ساتھ کیا گیا ہے جس کی معافی نہیں ملتی۔

تھامس ایکوینس کہتے ہیں کہ: یہ بات انتہائی صاف اور واضح ہے کہ بلاسفیمی جو کہ براہ راست خدا کے خلاف کفر ہے، قتل سے زیادہ سنگین جرم ہے اور قتل بھی وہ جو اپنے ہی پڑوسی کا کیا جائے۔ (Summa Theolgica)

ایک اور مشہور کتاب "The Book of Concord The Large Catechism" میں بلاسفیمی کو سب سے عظیم ترین گناہ کہا گیا ہے، عیسائیوں کے ایک فرقے "اصطباغی" "Beptict" کے عقائد کی کتاب "The Beptist Confession of faith" میں لکھا ہے کہ:

"چنانچہ، خدا کے پاک اور مقدس نام سے جھوٹی قسم کھانا عظیم گناہ ہے اور قابل کراہت فعل ہے اور ایسا کرنے سے خدا کو اشتعال آتا ہے اور زمین ان کے فعل پر ماتم کرتی ہے۔"

"The Heidelberg Catechism" نامی کتب میں عیسائی عقائد سے متعلق سوالات کے جوابات دیتے ہوئے "بلاسفیمی" سے متعلق لکھا ہے کہ: "اس سے زیادہ بڑا اور عظیم گناہ نہیں ہوسکتا کہ خدا کے ناموں سے متعلق کفر بکا جائے۔" (سوال:۱۰۰)

"Jean Calvion" لکھتے ہیں کہ: "یہ ناقابل برداشت ہے کہ کوئی شخص خدا کے نام پر کفر بک کر یہ کہے کہ اس کو غصہ آیا اور وہ جذبات میں بہہ گیا، کیونکہ جب خدا کو غصہ آتا ہے تو وہ یقیناً اس کی سزا دیتا ہے۔" (Harmony of the Law Vol:4)

(جاری ہے)

حضرت امیرؒ کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا وہ صدیوں تک پُر نہیں ہوسکے گا

ٹنڈو آدم.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائد، امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد قدس سرہ کی وفات حسرت آیات پر مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کا ایک ہنگامی اجلاس حضرت علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد راشد مدنی، مفتی حفیظ الرحمن رحمانی، مولانا محمد طاہر، حافظ محمد زاہد حجازی، مقامی امیر حاجی محمد عمر جونیجو، ناظم منور حسین قریشی، ارشاد قریشی، ڈاکٹر خالد آرائیں سمیت تمام یونی عہدیداروں اور کارکنوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا راشد مدنی نے کہا کہ حضرت امیر محترمؒ کی ساری زندگی تحفظ ناموس رسالت کے لئے وقف تھی، ان کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا وہ صدیوں میں بھی پُر نہیں ہوسکے گا، ہمارے قائد محترمؒ کی ساری زندگی ایک تاریخ ہے، تحفظ ختم نبوت کی خاطر انہوں نے پوری دنیا کے سفر کئے، کئی بار ٹنڈو آدم ختم نبوت کانفرنس میں صدارت فرمائی اور ٹنڈو آدم جماعت سے انہیں حضرت علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ کے عشق رسول کی وجہ سے خصوصی تعلق تھا، انہوں نے مولانا حمادی مدظلہ کو ٹنڈو آدم میں توہین رسالت کے مقدمات، امتناع قادیانیت کے مقدمات کی پیروی کرنے پر مبارکباد دی اور خراج تحسین کے خطوط لکھ کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی، آج ہم کس سے تعزیت کریں؟ بس ساری جماعت یتیم ہے۔ اجلاس کے آخر میں حضرت اقدسؒ کی مغفرت اور ترقی درجات کی دعا بھی کی گئی۔

ختم نبوت کوئز پروگرام

خیبر لان میٹروول سائٹ کراچی

ابراہیم حسین

نونہالان وطن قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں، مستقبل میں انہیں کے دم سے معاشرہ کی رونقیں اپنی جوبن پر ہوتی ہیں، ان کا ذہن صاف سلیٹ کی طرح ہوتا ہے، اس پر جو بھی لکھا جائے وہ پتھر پر لکیر کی طرح ہمیشہ رقم رہتا ہے، اسی فلسفہ کو مدنظر رکھتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میٹروول سائٹ کراچی نے اپنے علاقہ کے ''خیبر لان'' میں اسکولز کے اسٹوڈنٹس کے لئے شعور ختم نبوت کوئز پروگرام کا انعقاد کیا تھا۔ روزنامہ اسلام کی رپورٹ کے مطابق میٹروول کراچی کا وہ علاقہ ہے، جس میں سب سے زیادہ اسکول واقع ہیں، ایک ساتھ پانچ پانچ، چھ چھ اسکول کام کر رہے ہیں، اس پروگرام میں طلبا کی بڑی تعداد نے حصہ لیا، اکثر طلبا بھرپور تیاری کے ساتھ شریک ہوئے تھے، بعض بچوں کو ۳۲ صفحات پر مشتمل کتابچہ ازبر تھا، میزبان کے پورا سوال پوچھنے سے قبل ہی جواب دینے کے لئے لب وا کرتے، کوئز پروگرام کا کتابچہ بڑے اہم سوالات پر مشتمل ہوتا ہے، جس میں ختم نبوت، رد قادیانیت و عیسائیت اور امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلق ذخیرہ معلومات ہوتا ہے جسے یاد کر کے تیرہ، چودہ اور پندرہ سال کی عمر کے بچے عہد طفولیت میں ہی ختم نبوت کے چلتے پھرتے داعی بن جاتے ہیں، کوئز پروگرام کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد بڑی خوش اسلوبی سے اختتام تک پہنچاتے ہیں، جہاں وہ خطابت کے شہسوار ہیں تو حلقہ ہائے احباب میں ابریشم کی طرح نرم، اگر مجلس میں صرف سوالات ہی پوچھے جائیں تو سامعین پر بوریت اور طلبا پر گھبراہٹ طاری ہوتی ہے، اس لئے قاضی صاحب انسیت پیدا کرنے کے لئے سوال سے پہلے فکاہیہ جملہ یا کتابچہ سے خارج کوئی مزاحیہ سوال پوچھتے ہیں جس سے شرکاء میں نشاط و انبساط پیدا ہوتا ہے۔ پروگرام میں اسکولز کے پرنسپلز و ٹیچرز بھی ختم نبوت کے عظیم مشن سے اپنی وابستگی کا ثبوت دیتے ہوئے اسٹوڈنٹس کی حوصلہ افزائی کے لئے تشریف لائے تھے، مئی کی جھلسا دینے والی گرمی میں بھی پروگرام کے آخر تک اپنی نشست پر تشریف فرما رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور مولانا قاضی احسان نے ان کا انتہائی شکریہ ادا کیا اور اسکول کے تمام پرنسپلز حضرات کو ''ختم نبوت شیلڈ'' مفتی عبدالجبار کے بابرکت ہاتھ سے عنایت کی گئی۔ کوئز پروگرام کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، پہلے راؤنڈ میں تمام شرکت کرنے والے اسٹوڈنٹس سے پانچ سوالات پوچھے جاتے ہیں، پانچوں سوالات کے درست جواب دینے والے اگلے راؤنڈ میں پہنچ جاتے ہیں۔ اسٹوڈنٹس اسکول کے سجاد علی، عاقب جاوید، نعمت اللہ، نورالدین۔ اے کے اسکالر کے وقاص غزالی۔ عربین برڈ اسکول کے نعمان بشیر اور اے ایم فاؤنڈیشن اسکول کے اسماعیل شاہ اور عمر سعید ۔ دوسرے راؤنڈ میں پہنچے، دوسرے راؤنڈ میں مقابلہ سخت ہو جاتا ہے، جس میں خوش نصیب اور جانفشانی سے محنت کرنے والا ہی کامیابی کے جھنڈے گاڑ سکتا ہے، دس سوالات کے صحیح جوابات دے کر تیسرے راؤنڈ میں پہنچنا مشروط ہوتا ہے، تیسرے اور آخری راؤنڈ میں قرعہ اندازی ہوتی ہے، خوش قسمت قرار پانے والے کو بمپر پرائز سائیکل انعام دیا جاتا ہے، انعام کے حصول سے ایک اسٹوڈنٹ بھی محروم نہیں رہتا، پانچ میں سے ایک سوال کا درست جواب دینے والے کو بھی باکا پھلکا انعام ملتا ہے، اس میں سے پانچ کے صحیح جوابات دینے والے کو بھاری انعام سے نوازا جاتا ہے اور قرعہ اندازی کے ذریعہ سائیکل سے محروم ہونے والوں کو پہلے دو سے زیادہ انعامات کا حق دار ٹھہرایا جاتا ہے، تیسرے راؤنڈ میں عصمت اللہ وحید اور سجاد اللہ اے آر پبلک اسکول، حیدر علی صفہ ماڈل اسکول، محمد عثمان فرحان جاوید اور اسامہ جاوید جناح پبلک اسکول سید دانش شاہ آئی ٹیک اسکول وقاص احمد اور محمد فیاض الکنزو پبلک اسکول اور اسٹوڈنٹس اسکول کے حسن شاہ کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی جس میں قسمت کی دیوی عصمت اللہ پر مہربان ہوئی اور اسے خوبصورت سائیکل کا مالک بنا گئی۔ پروگرام میں ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے حلقہ میٹروول سائٹ پر شفقت فرماتے ہوئے مختصر خطاب فرمایا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ہر نبی نے اپنی امت کو نبی آخرالزماں کی بعثت کی خبر دی۔ قرآن کریم میں تقریباً سو آیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء پر دلالت کرتی ہیں، یہ میڈیا کا دور کہلاتا ہے، اس لئے بچوں کے خیالات پاکیزہ بنانے کے لئے کوئز پروگرام جیسی مجلسوں کا انعقاد ہر جگہ موقع بموقع کرنا چاہئے۔ آخر میں مولانا قاضی احسان احمد نے ارکان میٹروول کا شکریہ ادا کیا کہ ہر کامیابی کے پیچھے کسی نہ کسی کی محنت کارفرما ہوتی ہے، اس کوئز پروگرام کے کامیاب انعقاد میں بھی مولانا فیض ربانی، مولانا ارشد، مفتی عطاء اللہ، مفتی عبداللہ، صاحبزادہ محمد، انعام الحق محمد ابراہیم، حبیب الرحمٰن، قاری اللہ دتہ، محمد ریحان، حافظ سجاد، صاحبزادہ طلحہ تسلیم، سید محمد شاہ، محمد وسیم، عبدالحفیظ، حمید اللہ، نجیب اللہ، صابر اور وقاص اظہر کی شبانہ روز کی محنت پنہاں ہے۔ صبح نو بجے شروع ہونے والی یہ تقریب اہلیان میٹروول سائٹ کے دلوں میں ختم نبوت کی عظمت کا نور بڑھاتی ہوئی ظہر کی نماز سے متصل مفتی عبدالجبار مدظلہ کی پُرخلوص دعا سے اپنے اختتام کو پہنچی۔

تیسری قسط

میرِ کارواں کی رحلت!

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

وادی سلوک میں:

علوم متداولہ کی تحصیل وتکمیل اور دارالعلوم دیوبند سے فراغت سے قبل خانقاہ سراجیہ کے بانی حضرت مولانا خواجہ ابوالسعد احمد خانؒ وصال فرما چکے تھے۔ اب آپ کے جانشین وخلیفہ اجل حضرت مولانا محمد عبداللہ المعروف حضرت ثانیؒ مسند نشین تھے۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب کی آپ سے شاگردی کی نسبت پہلے سے قائم تھی۔ آپ نے حضرت ثانیؒ سے بیعت کی اور آپ سے علم تصوف حاصل کرنے کے لئے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی تین بار مکمل، کنز الہدایات مولانا محمد باقر لاہوری، مکتوبات حضرت شاہ غلام علی، مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم اور ہدایۃ الطالبین جیسی کتب تصوف کو سبقاً سبقاً حضرت ثانیؒ سے پڑھا۔ حضرت ثانیؒ نے طلب صادق پاتے ہی مرید کامل بنانے کے لئے توجہ دینے کا ساتھ ساتھ سلسلہ جاری رکھا۔ ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کی اس زمانہ کی مصروفیات کو دیکھا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ آپ اپنے یومیہ معمولات کیونکر مکمل کر لیتے تھے۔

تصوف کے اسباق پڑھنے، مدرسہ کے طلباء کو کئی درسی کتب پڑھانی، اپنے گھربار کی ضروریات، اپنے مرشد اوّل حضرت خواجہ ابوالسعد احمد خانؒ کے گھربار کی خدمت، ذکر واذکار، تلاوت، مراقبہ کے یومیہ معمولات اور پھر اپنے شیخ واستاذ کی ہمہ نوع کی خدمت، صبح وشام ان کے مزاج کی رعایت سے چائے بنانا، بستر لگانا، وضو کا انتظام کرنا، شیخ کی خدمت میں حاضر باش رہنا۔ خانقاہ شریف کے واردین ومہمانان کے جملہ لوازمات سمیت انتظامات، اپنے مربی ومرشد اور خانقاہ شریف کے لنگر کی اشیاء خورد ونوش کی خریداری، اپنے مرشد کے ساتھ مہینوں اسفار، غرض گرمی، سردی، دھوپ، بارش، صبح وشام، دن رات کی مصروفیات، آپ کے مجاہدہ کی عملی مثال پیش کرنا اس دور میں نہ صرف مشکل ہے بلکہ اسے سمجھنا بھی دشوار ہے۔

محنت کا صلہ:

آپ کی انہیں مجاہدانہ بھرپور محنت نے بڑی سرعت کے ساتھ آپ کو اپنے مرشد ثانیؒ کا نقش ثانی بنادیا۔ حضرت ثانیؒ بھی بال بال اور ہر حال آپ سے نہ صرف خوش بلکہ دل وجان سے راضی ومہربان تھے۔ ہر چند کہ راقم اس وادی کا مسافر نہیں۔ لیکن پڑھا اور سنا ہے کہ نقشبندی سلسلہ میں توجہ شیخ، نسخہ تصوف کا جزو اعظم ہے۔ قدرت جب کرم کرے تو مرشد حضرت اعلیٰ کو حضرت ثانی جیسا جانشین، حضرت ثانیؒ کو ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب جیسا مسند نشین دے دے۔ جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں اپنے اپنے شیخ کے تمام کمالات کو اپنے اندر سمولیا۔ ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ!

حضرت بنوریؒ نے اپنے صاحبزادہ مولانا سید محمد بنوریؒ کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی خدمت میں مدینہ طیبہ بھیج دیا۔ حضرت بنوریؒ کے کسی ملنے والے نے کسی دوست سے پوچھا کہ محمد بنوریؒ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا۔ دو شیوخ کی نظروں میں ہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں۔ دو شیوخ سے مراد ایک حضرت بنوریؒ خود اور دوسرے حضرت شیخ الحدیثؒ۔ یہ کسی اہل دل کا مقولہ ہے۔ جو ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب پر سو فیصد ایسا صحیح فٹ آتا ہے کہ دنیا دیکھ کر عش عش کر اٹھی کہ حضرت اعلیٰ، حضرت ثانیؒ اپنے اپنے وقت کے دو شیوخ کی نظر التفات وتوجہ کرم نے ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کو بھی اپنے وقت کا صرف شیخ نہیں، بلکہ شیخ الشیوخ بنادیا۔ اسے ایک مرید کے مبالغہ پر محمول نہ کیا جائے۔ بلکہ انصاف سے دیکھا جائے تو اس وقت آپ کی ٹکر کا شیخ وقت ڈھونڈنے پر بھی نہ ملے گا۔ یہ سب اللہ رب العزت کا کرم اور شیخ زمانہ کی توجہات عالیہ اور خود ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کی طلب صادق پر انعام الٰہی نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت شیخ الہندؒ کی توجہات نے مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو شیخ العرب والعجم بنادیا تو حضرت ثانیؒ کی فکر احسان نے مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کو مرشد العلماء والصلحاء اور شیخ الشیوخ بنادیا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء!

ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے بھی اپنے مربی ومرشد، استاذ ومحسن کے کمال ادب کا نیا ریکارڈ قائم کیا کہ ان کی زندگی بھر خدمت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادہ حافظ محمد عابدؒ صاحب کی تعلیم وتربیت، رہائش، مکان وشادی اور جملہ ضروریات کے صرف متکفل ہی نہیں

رہے بلکہ ان کو بعض امور میں اولاد سے بھی زیادہ وقعت دی۔ انہیں فضائل مبارکہ وعادات کریمانہ وطلب صادق واحترام کا یہ نتیجہ نکلا کہ جس طرح حضرت اعلیٰؒ نے اپنی حیات میں حضرت ثانیؒ کو اپنا جانشین نامزد کردیا تھا اسی طرح حضرت ثانیؒ نے بھی ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کو چاروں سلاسل میں مجاز بیعت وخلیفہ اپنا جانشین اور خانقاہ سراجیہ کا مہتمم ومتولی نامزد فرماکر سنت شیخ پر عمل کی مثال قائم کردی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء:

خانقاہ سراجیہ کندیاں خالصۃً اصلاحی مرکز ہے۔ جو خلق خدا کا ذکر وفکر، مراقبہ ومعمولات کے ذریعہ خالق سے رشتہ جوڑنے میں مصروف عمل ہے۔ ساتھ ہی خانقاہ سراجیہ ہر دینی تحریک، اور اسلام کی پاسداری کے لئے اٹھنے والی ہر صداء کی صحیح رہنمائی کا فریضہ میں سرانجام دیتی ہے۔ جب تحریک مسجد شہید گنج شروع ہوئی تو مجلس احرار اسلام کو تحریک کے رہنماؤں نے تنقید کے نشانہ پر رکھ لیا۔

ماسٹر تاج الدین انصاریؒ نے تحریک شہید گنج سے قبل قادیان سے احرار رہنماء چوہدری افضل حقؒ کو اطلاع بھجوائی کہ مرزا محمود نے قادیان سے بہت سا لٹریچر بنڈلوں میں بند کر کے ملک کے مختلف حصوں میں بھجوایا ہے۔ جس میں احرار کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ چند دنوں بعد تحریک شہید گنج شروع ہوگئی تو مجلس احرار کو نشانہ پر رکھ لیا گیا۔ منصوبہ تھا کہ اس تحریک میں مجلس احرار شریک ہو تو حکومتی گولیوں سے اسے بھون دیا جائے۔ اگر احرار علیحدہ رہے تو اسے تنقید کا نشانہ بنا کر عوام میں اتنا بدنام کردیا جائے کہ وہ اس تحریک کے ملبوں نیچے دم توڑ دے۔

مشہور عالم بہاولپور مقدمہ کی تین جلدوں میں کاروائی سید عبدالماجد لاہور سے شائع کرنے لگے تو مولانا محمد مالک کاندھلویؒ کے ذریعہ ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب سے مقدمہ تحریر کرایا۔ اس میں حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے تحریک شہید گنج کے بعد ایک مجلس میں فرمایا کہ ہندوستان کے دو بزرگوں نے ہماری رہنمائی کی۔ ایک خانقاہ سراجیہ کے بانی مولانا ابوالسعد احمد خانؒ اور دوسرے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے۔ کہ اس تحریک سے مجلس احرار علیحدہ رہے۔ مولانا ابوالسعد احمد خانؒ نے مجلس احرار کے رہنماؤں کو جو پیغام بھجوایا ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے اس کے یہ الفاظ تحریر فرمائے۔

”مجلس احرار تحریک مسجد شہید گنج سے علیحدہ رہے اور مرزائیت کی تردید کا کام رکنے نہ پائے۔ اسے جاری رکھا جائے۔ اس لئے کہ اگر اسلام باقی رہے گا تو مسجدیں باقی رہیں گی۔ اگر اسلام باقی نہ رہا تو مسجدوں کو کون باقی رہنے دے گا۔“

۲؍جولائی ۱۹۳۹ء کو لالہ موسیٰ میں حضرت امیر شریعتؒ کی ایک تقریر کے مفہوم کو جعل سازی سے بدل کر حضرت امیر شریعتؒ پر بغاوت کا کیس دائر ہوا۔ لدھا رام رپورٹر نے عدالت میں اپنے بیان سے انحراف کیا تو حضرت امیر شریعتؒ بری ہوگئے۔

اس کیس کے سلسلہ میں سالہا سال تک حضرت امیر شریعتؒ جیل میں رہے تو اس دوران جیل سے ایک بااعتماد ملاقاتی کے ذریعہ حضرت امیر شریعتؒ نے خانقاہ سراجیہ کے بانی مولانا ابوالسعد احمد خانؒ کو پیغام بھجوایا کہ آپ کے ہوتے ہوئے میں جیل میں ہوں۔ یہ بات وارہ نہیں کھاتی۔ حضرت اعلیٰؒ کو پیغام ملا تو آپؒ نے لمبا ٹھنڈا سانس لیا اور فرمایا کہ اس وقت بوڑھا ہوگیا ہوں۔ ورنہ شاہ جیؒ ایک دن بھی اندر نہ رہتے۔ غالباً کوئی عمل کرنا پڑتا جس کی مشقت اب بڑھاپے میں حضرت اعلیٰؒ کے لئے ممکن نہ تھی۔ غرض یہ کہ حضرت امیر شریعتؒ ایسے مجاہد ختم نبوت اور تحریک آزادی کے جرنیل بھی مشکل گھڑی میں جن بزرگوں کی دعاؤں کے سہارے کی ضرورت محسوس کرتے ان میں خانقاہ سراجیہ کے بانی بھی شامل تھے۔

اسی طرح راقم نے خود حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے یہ روایت سنی ہے کہ اس بغاوت کے کیس میں حضرت امیر شریعتؒ جب جیل میں تھے تو ایک رات کے آخری حصہ میں مولانا ابوالسعد احمد خانؒ اچانک اپنی چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گئے اور سر جھکا لیا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ حضرت ثانیؒ اسی حجرے میں خادم خاص کی حیثیت سے رہتے تھے۔ حضرت اعلیٰؒ کے یوں اچانک خلاف معمول جاگنے پر وہ بھی اٹھ کر بیٹھ گئے۔ حضرت اعلیٰؒ کے قریب ہوکر ادب سے پوچھا کہ حضرت کوئی تکلیف ہے کہ اٹھ کر بیٹھ گئے؟ تو حضرت اعلیٰؒ نے فرمایا نہیں کوئی تکلیف نہیں۔ بس امیر شریعتؒ کے جیل میں قید ہونے کا تصور مجھے سونے نہیں دیتا۔ اس پر حضرت ثانیؒ نے گھبرا کر کہا کہ حضرت کوئی پریشانی کی بات ہوگئی؟ فرمایا بالکل نہیں اپنی گود کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ امیر شریعتؒ تو میری جھولی میں ہیں۔ اس واقعہ سے بھی جنگ آزادی کے رہنماؤں سے خانقاہ سراجیہ کے بانی کے تعلقات کا نقشہ سمجھا جاسکتا تھا۔

۱۹۴۱ء میں حضرت اعلیٰؒ کا وصال ہوا۔ حضرت ثانیؒ مسند نشین خانقاہ سراجیہ ہوئے۔ پاکستان بنا، قادیانی منہ زور گھوڑے کی طرح بدکنے لگے تو مشہور زمانہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء چلی۔ خانقاہ سراجیہ کی روایات کو زندہ رکھتے ہوئے حضرت ثانیؒ نے اس تحریک کا بھرپور ساتھ دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ”تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء“ کے نام سے کتاب شائع ہوئی۔ اس میں مولانا محمد عبداللہ بھکروالوں کی تحریر کردہ میانوالی ضلع کی رپورٹ بھی شائع ہوئی۔ اس میں یہ حصہ بطور خاص قابل توجہ ہے۔

"حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ اس دور کے اکابر اولیاء میں تھے۔ ان کے مقام کو وہی لوگ جان سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے باطن کی آنکھیں عطا فرمائیں۔"

میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ العزیز سے حضرت مولانا کی تعریف سنی تھی اور حضرت کے یہ الفاظ اب تک یاد ہیں کہ: "وہ اللہ کے بندے ہیں۔" حضرت امیر شریعتؒ کو ایک مجلس میں دیکھا۔ حضرت مولانا جھوم جھوم کر تذکرہ فرما رہے تھے۔

۱:...... حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ خانقاہ کے مسند نشین اور ہزاروں اہل دل اور اصحاب درد کے شیخ اور مربی تھے۔ اس کے ساتھ ہی وہ ملکی اور عالمی حالات پر نظر رکھتے تھے۔ تحریک ختم نبوت کے ساتھ انہیں قلبی لگاؤ تھا۔ ان کی فکرمندی اور دلچسپی دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ اس معاملے میں کوئی خاص ذمہ داری اٹھائے ہوئے ہیں۔ ۱۹۵۲ء بمطابق ۱۳۷۱ھ میں حج کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ ظفر اللہ قادیانی کی کراچی والی تقریر کے خلاف احتجاجی مظاہرے اور جلسے شروع ہوگئے تھے۔ حکومت نے بعض مقامات پر رہنماؤں اور کارکنوں کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی تھی۔ مرزائیوں کے متعلق مطالبات تسلیم ہونے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ راست اقدام کے حالات پیدا ہو رہے تھے۔ آپ نے حج کا ارادہ ملتوی فرمادیا اور راستے سے واپس تشریف لے آئے۔ پورے ملک میں اپنے متوسلین کو ہدایت فرمائی کہ وہ تحریک میں سرگرمی سے کام کریں اور تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

۲:...... حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مرحوم حضرت کے متوسلین میں تھے۔ ۲۷؍فروری ۱۹۵۳ء کو مرکزی راہنماؤں کی گرفتاریاں ہوئیں تو مولانا گرفتاری سے کسی طرح بچ گئے اور لاہور میں تحریک کا مرکز سنبھالا۔ مولانا غلام غوث صاحبؒ کے متعلق حکم تھا کہ جہاں ملیں گولی ماردی جائے۔ لاہور سے سیدھے خانقاہ سراجیہ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے معتقد خصوصی صوفی احمد یار صاحب کے ذمہ لگایا کہ وہ مولانا کی حفاظت کا انتظام کریں۔ صوفی صاحب نے اپنے علاقے بھلوال کے دیہات میں انتظام کیا۔ مولانا غلام غوث صاحبؒ وہاں آرام اور سکون سے رہے۔ تمام راہنما رہا ہوگئے اور حالات پوری طرح معمول پر آگئے تو مولانا بھی حضرت کی اجازت سے اپنے گھر تشریف لے گئے۔

۳:...... ۱۹؍جون ۱۹۵۳ء کو گورنر پنجاب نے آرڈیننس جاری کر کے تحقیقاتی عدالت قائم کی۔ جسے "تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء" کا نام دیا گیا۔ اس عدالت نے مجلس عمل اور مجلس احرار کو بھی الگ الگ فریق بنادیا کہ وہ عدالت میں اپنا موقف پیش کریں۔ تمام رہنما جیل میں تھے۔ تحقیقات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ اپنا موقف مدلل طریقے سے پیش کرنے کے لئے بڑی تیاری کی ضرورت تھی۔ اس نازک اور اہم موقع پر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ نے کام کو سنبھالا۔ لاہور میں حکیم عبدالمجید سیفی مرحوم کے مکان کا نچلا حصہ خالی کرایا۔ باقاعدہ دفتر قائم کیا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب اشعر کو مستقل طور پر وہاں بٹھایا گیا۔ مذہبی اور قانونی کتابیں اکٹھی کیں۔ مجلس عمل کی وکالت مولانا مرتضیٰ احمد خان میکشؒ نے اپنے ذمہ لی اور مجلس احرار کی مولانا مظہر علی اظہر نے۔ یہ حضرات اور ان کے علاوہ بھی علماء اور قانون دان دفتر میں تشریف لاتے مشورے ہوتے اور یہیں سے عدالت کے لئے بیانات وغیرہ کی تیاری ہوتی تھی۔ حضرتؒ وقفے وقفے سے لاہور تشریف لے جاتے اور کئی کئی دن وہاں قیام فرماتے اور کام کرنے والے حضرات کو ہدایات اور مشوروں سے سرفراز فرماتے تھے۔

۴:...... اپنے ضلع (میانوالی) میں بھی حضرت کی سرپرستی، دعائیں اور توجہات ہمارے لئے بہت بڑا سرمایہ تھیں۔ آپ کے حکم سے حضرت مولانا خان محمدؒ صاحب نے علاقے میں بہت کام کیا تھا۔ اس زمانے میں سڑکیں نہیں تھیں۔ ایک بستی سے دوسری بستی میں پہنچنا بھی مسئلہ ہوتا تھا۔ حضرت مولانا خان محمدؒ صاحب نے پورے علاقے میں دورے کئے۔ دیہات کے علماء سے ملے۔ انہیں تحریک کا ہمنوا بنایا۔ دور دراز کی بستیوں اور فوجی چکوک میں بھی تشریف لے گئے۔ جہاں لوگ نئے آباد ہو رہے تھے اور حضرت مولاناؒ کی شخصیت اور خانقاہ شریف کے مقام سے پوری طرح واقف نہ تھے۔ آپ نے تحریک کے لئے رضاکار بھرتی کئے اور ان کی فہرستیں ہمیں میانوالی بھیجیں۔

۵:...... اپنے چھوٹے بھائی ملک محمد افضل صاحب کو رضاکاروں کے ساتھ گرفتاری دینے کے لئے میانوالی بھیجا اور انہوں نے ۱۳؍مارچ ۱۹۵۳ء کو جلوس کے ساتھ گرفتاری پیش کی۔

۶:...... مارچ کے آخر میں جب ضلعی رہنما گرفتار ہوگئے تو آپ نے میانوالی میں تحریک کا مرکز سنبھالا۔ مارچ کے پہلے عشرے میں آپ (مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب) نے ایک دورے کے بعد جو رضاکاروں کی فہرستیں بھیجیں ان میں ایک فہرست کے نیچے میرے نام جو تحریر لکھی وہ چند سال پہلے پرانے کاغذات میں سامنے آئی اور میں نے اسے محفوظ کر لیا۔ یہ مختصری تحریر مبارک دنوں میں مبارک ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہے جو ہمارے لئے اچھی اور مبارک یادگار ہے۔ وہ تحریر حسب ذیل ہے:

"موضع ڈنگ کے رضاکاروں کی مزید فہرست آج صبح کی گاڑی سے پہنچی تھی اور مولانا غلام یٰسین صاحب قریشی نے خود

وہ فہرست ساتھ لائی تھی۔ لیکن وہ کسی شدید عارضہ کی وجہ سے آج نہیں پہنچ سکے۔ دو تین روز میں فہرست پہنچ جاوے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ موضع علووالی میں بھی کام شروع کر دیا گیا ہے۔ وہاں کثیر تعداد میں رضا کار بھرتی ہونے کی قوی امید ہے۔ موضع علووالی کی جملہ کارروائی بھی دو تین روز میں صدر دفتر پر پہنچ جاوے گی۔ موضع ساجری اور اس کے مضافات کے فوجی چکوں میں بھی مجلس عمل کے مطالبات اور پروگرام کی اشاعت کا کام شروع کر دیا ہے۔ پہلے تحریک کی وضاحت اور اس کی دینی و بنیادی اہمیت لوگوں کے ذہن نشین کرانی لازمی ہے اور بعد ازاں اس میں حصہ لینے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ فنڈ کی فراہمی کی طرف ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ کیونکہ اگر دیہات میں اس کو بھی ساتھ اپنایا جاوے تو لوگوں کا حصہ لینا ناممکن ہو جاتا ہے اور پھر اس قحط وگرانی میں بہت ہی مشکل ہے۔ گر جاں طلبی مضائقہ نیست گر زر طلبی سخن دریں است! والا معاملہ ہے اور اس وقت تو بے چارے زمینداروں کے پاس کوئی چیز ہی نہیں۔ تاہم پھر بھی بعض لوگوں سے نجی طور پر فنڈ فراہم کرنے کا ارادہ ہے۔ مولیٰ پاک کامیابی نصیب فرماوے۔

العارض

خان محمد عفی اللہ عنہ

از خانقاہ پاک سراجیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی!“ (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۴۴۰ تا ۴۴۲)

اس طویل اقتباس میں نمبرات لگا دیئے ہیں۔ جس سے یہ امور واضح ہوتے ہیں کہ:

۱:...... حضرت ثانی نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے باعث حج کا سفر ملتوی کیا۔

۲:...... حضرت ثانی نے اپنے مرید خاص مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی روپوشی اور تحریک کے لئے کام کرنے کا نظم بنایا۔

۳:...... تحریک کے رہنماؤں کے لئے اپنے مرید خاص حکیم عبدالمجید کا مکان مہیا کیا اور انکوائری کے دوران عدالتی رہنمائی کے لئے لاہور سے حضرت ثانی کے ساتھ سفر کئے۔

۴:...... ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے حضرت ثانی کے حکم پر تحریک کو پروان چڑھانے کے لئے دن، رات ایک کر دیا اور گرفتاری پیش کی۔ (اس کی تفصیل آگے آتی ہے)

۵:...... ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کے چھوٹے بھائی ملک محمد افضل نے تحریک کے کارکنوں کے ساتھ گرفتاری دی۔

۶:...... ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے میانوالی میں تحریک کی قیادت سنبھالی۔

حضرت خواجہؒ صاحب کی گرفتاری:

حضرت قبلہؒ نے ۱۵؍اپریل ۱۹۵۳ء کو گرفتاری دی اور میانوالی جیل میں رہے۔ پھر ۲۵؍اپریل کو لاہور سینٹرل جیل لاہور منتقل ہوئے اور بعدہ ۲۸؍اپریل کو بورسٹل، ۱۱؍اگست کو پھر سنٹرل جیل منتقل ہوئے۔ کئی ماہ سنت یوسفی پر عمل کیا۔

اس قید میں تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں حضرت امیر شریعتؒ، مولانا ابوالحسنات قادریؒ، مولانا خلیل احمد قادریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، صاحبزادہ فیض الحسنؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا سید ابوالاعلیٰؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا قاضی احسان احمدؒ کے ساتھ جیل میں وقت گزارا۔

اس قید کے دوران جیل میں جامعہ خیرالمدارس کے شعبہ قرأت کے صدر مدرس حضرت قاری رحیم بخشؒ صاحب سے قرأت وتجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھا اور آخری پارے بھی انہی سے حفظ کئے۔

حضرت قبلہ سے راقم نے خود سنا کہ حضرت ثانی نے فرمایا کہ اس تحریک میں مجھے گرفتاری دینی چاہئے۔ اس پر ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے فرمایا کہ آپ کی طرف سے میں گرفتاری دیتا ہوں۔ گویا حضرت ثانی نے تحفظ ناموس رسالت، وتحفظ ختم نبوت کی خاطر حضرت قبلہ کو گرفتاری کی اجازت دے کر ان دونوں امور کے لئے آپ کو تیار کر دیا۔ اسی کی برکت ہی کہی جائے کہ پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور پھر امیر کی حیثیت سے ۱۹۷۴ء کی تحریک میں بھرپور شمولیت اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت کی قیادت فرمائی۔ یہ سب حضرت ثانی کی دعاؤں کے ثمرات ہیں۔ فللہ الحمد!

میں اس حصہ کو مولانا محمد عبداللہ بھکر والوں کی تحریر کے ان جملوں پر ختم کرتا ہوں:

”حضرت مولانا خان محمد صاحب بھی لاہور میں ساتھیوں کے ساتھ رہا ہوئے اور ساتھ ہی ریل میں تشریف لائے اور کندیاں سے خانقاہ شریف تشریف لے گئے۔ آپ کا جیل میں ساتھیوں کے ساتھ رہنا ساتھیوں کے لئے اطمینان اور استقامت میں ممد ثابت ہوا۔ آپ اس وقت سجادہ نشین نہیں تھے۔ لیکن خانقاہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کے عزیز ترین خلیفہ مجاز اور معتمد ترین نمائندہ تھے۔ آپ کی خاندانی عظمت سے بھی سب لوگ واقف تھے۔ ایسے حضرات کا جیل میں کارکنوں کے ساتھ ہونا سب کے لئے ثابت قدمی کا باعث ہوا کرتا ہے۔“ (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۴۴۰)

(جاری ہے)

خرد کا نام جنوں پڑگیا جنوں کا خرد!

مولانا سیّد عبداللہ حسنی ندوی

مغربی تہذیب جس پر موجودہ قومیں فخر کرتی ہیں، اس کی ابتدا اٹھارھویں صدی میں چرچ سے بغاوت کے بعد ہوئی، اس تہذیب کے نشوونما اور ترقی وترویج کا سب سے پہلا ردعمل غلط افکار ونظریات اور دین واخلاق سے بغاوت کی شکل میں ظاہر ہوا، اس ثقافت کے دلدادہ دین واخلاق سے عاری اس خالص سائنسی وعلمی تحریک کے ہم رکاب ہوگئے جب کہ سیاست وقیادت پر اس سے قبل چرچ کا تسلط تھا، اس قوت وتسلط کے زوال کے بعد مذہب واخلاقیات سے عاری سیاست کا غلبہ ہوگیا اور سیاسی قائدین نے اپنے عزائم، طریقۂ کار اور تخیلات کو عوام پر تھوپنا شروع کردیا۔

تاریخ کے دریچوں سے جھانک کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مادیت کے دیوقامت عفریت نے دین واخلاق کے مضبوط قلعوں کو زمین بوس کردیا اور لذت پسندی، بے راہ روی، بے لگام آزادی، اخلاقی انارکی عام ہوتی گئی، جس نے پورے معاشرہ کی اخلاقیات کو بگاڑ کر رکھ دیا اور اس ہوس پرست سوسائٹی نے جنسی آزادی اور مادی منفعت ہی کو اپنا مقصود زندگی بنالیا، اسی کے لئے وہ جینے مرنے لگے۔

اس وقت مادیت، حرص وہوس اور کام ودہن کی لذت نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور دنیا خرید وفروخت اور لین دین کی ایک ایسی منڈی بن گئی ہے، جس میں جذبات رحم وکرم اور انسانوں کے ساتھ ہمدردی نام کی کوئی شے نہیں رہ گئی ہے، عہد و پیماں کا پاس ولحاظ ہے نہ دیانت وامانت کی فکر، صرف نفع ولذت اور بے راہ روی کی ہوس ہے، چنانچہ اس وقت مغربی تہذیب قعر مذلت کے اس عمیق غار میں جاچکی ہے، جہاں سے اس کا نکلنا، پنپنا اور انسانیت کی دستگیری کرنا ناممکن ہے۔

آج یہ تہذیب مختلف ومتنوع امراض کا شکار ہوچکی ہے، اس کے اخلاقی زوال اور فکری اضمحلال نے اسے تپ زدہ بنادیا ہے، وباؤں کا فالج اس پر پڑ چکا ہے، جس کی وجہ سے مغربی معاشرہ فکری انتشار وانارکی کا شکار ہے، خاندانی تعلقات ختم ہوچکے ہیں، انسانیت کا لبادہ تار تار ہوچکا ہے، یہ ناتواں وضعیف ڈھانچہ اور خودکشی کی راہ کا یہ مسافر متورم جسم جاں کنی کے عالم میں ہے۔

اب اس کی کوشش یہ ہے کہ پورا عالم بھی انہیں امراض اور وباؤں کا شکار ہوجائے، وہ بھی اسی کے رنگ میں رنگ جائے، اسی کے مطابق سوچے اور حیوان بن جائے ’’کند ہم جنس باہم جنس پرواز‘‘ کے اس قاعدہ کے تحت بہت سی حکومتوں نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا ہے۔

انسانی مزاج ہے کہ ایک چور دوسرے چور کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے، قرآن کریم نے اسی فطرت انسانی کی جانب اشارہ کیا ہے:

’’بدکار مرد تو بدکار یا مشرک عورت کے سوا نکاح نہیں کرتا اور بدکار عورت کو بھی بدکار یا مشرک مرد کے سوا اور کوئی نکاح میں نہیں لاتا اور یہ (یعنی بدکار عورت سے نکاح کرنا) مومنوں پر حرام ہے۔‘‘ (النور:۳)

یہ فالج زدہ تہذیب جس کا چراغ گل ہورہا ہے، اب بھی اس کی خواہش یہی ہے کہ ساری دنیا اسی کے رنگ میں رنگ جائے اور وہ تہذیب جسے دنیا میں اسلامی تہذیب کے عنوان سے جانا جاتا ہے، جو ماضی کی طرح آج بھی جوان، تروتازہ اور طاقتور ہے، اس کے چہرے پر شادابی ورعنائی ہے اور موجودہ دور میں جس کی حیثیت پُرشور سمندر اور متلاطم موجوں میں سفینۂ نجات کی ہے، جس کے ملاح اسے امن وسلامتی کے ساحل تک پہنچانے کی کوشش میں ہیں۔

مغربی تہذیب نے آخری ہتھیار کے طور پر یہ راہ اختیار کی ہے کہ امن وسلامتی کی اس کشتی کو ساحل تک نہ پہنچنے دیا جائے اور پھر اسے چالاکی، عیاری ومکاری کے ذریعہ اس کے تمام وسائل کے ساتھ غرق کردیا جائے۔

اس مقصد کی خاطر سب سے پہلے مصر میں ’’مؤتمر السکان‘‘ کے عنوان سے اس کی بنیاد قائم کی گئی، مصر وہ ملک ہے جس نے ماضی قریب اور ماضی بعید میں ایسے ایسے رجال کار اور شخصیات پیدا کیں کہ ان میں سے ایک ہی اس کشتی کی نگہبانی اور مغربی تہذیب جس نے پوری انسانیت پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑ رکھے ہیں، ان کھوکھلے اور باطل مزعومات کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے کافی تھا، اس کے لئے ماضی قریب کی شخصیت شیخ حسن البنا شہید رحمہ اللہ

کا ذکر کر دینا ہی کافی ہے، پھر اسی مقصد کے لئے دیگر عربی و اسلامی، مشرقی و مغربی ممالک میں سیمینار اور کانفرنسوں کا انعقاد ہوا اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

اس تہذیب نے ایک ایسے مغربی، یورپین اور امریکن معاشرہ کو وجود بخشا جس میں ماں باپ، بڑے، بوڑھے، اولاد کی اطاعت و فرمانبرداری سے محروم ہوگئے، اس طرح اولاد بھی بوڑھوں کے رحم و کرم اور والدین کی شفقت سے محروم ہوگئی، شوہروں کا بیویوں پر اس کی وفاداری و اطاعت شعاری پر اعتماد نہ رہا، اس طرح بیویاں بھی شوہروں کے پیار، محبت اور ہمدردی سے محروم ہوگئیں، اس تہذیب کی ظاہری چمک دمک آنکھوں کو خیرہ کرتی اور اس کا باطن سیاہ اور تاریک ہے، وہ عزت و ناموس کو پامال کرتا ہے۔

اس کی مثال اس بوڑھی عورت کی سی ہے جس کی کمر جھک گئی ہو اور وہ اس بات کے لئے تیار نہ ہو کہ اطبا علاج کرکے اس کی کمر سیدھی کردیں، بلکہ اس کی یہ خواہش ہو کہ اسی کی طرح دوسروں کی بھی کمر ٹیڑھی ہوجائے، تاکہ یہ دیکھ کر اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور قلب کو سکون و اطمینان محسوس ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جو لوگ زمین میں ناحق غرور کرتے ہیں، ان کو اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا اگر یہ سب نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر راستی کا رستہ دیکھیں تو (اپنا) رستہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اسے رستہ بنالیں، یہ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غفلت کرتے رہے اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا ان کے اعمال ضائع ہوجائیں گے یہ جیسے عمل کرتے ہیں ویسا ہی ان کو بدلہ ملے گا۔" (الاعراف:۱۴۶،۱۴۷)

اس کے بالمقابل اسلامی تہذیب ایک طاقتور تہذیب ہے، تمام انسانیت کا نفع اس سے وابستہ ہے، صدیوں انسانیت نے اس کی خیر و برکت اور ثمرات و نتائج کا تجربہ کیا ہے، چونکہ اس کا سر رشتہ وحی ربانی سے جڑا ہے، اس کے قانون فطری ہیں، اس کی بنیاد آسمانی کتاب قرآن کریم ہے جو ہمیشہ ہمیش رہنے والی ہے، دیگر تہذیبیں نہ تو اس کو نگل سکتی ہیں نہ ہی اس کے حسن و جمال کو داغ دار کرسکتی ہیں، اور نہ باطل اپنی پھونکوں سے اس کی قندیل تاباں کو بجھا سکتا ہے اور نہ ہی فریب دجل سے اس کی برکات ختم ہوسکتی ہیں:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

یہ ربانی تہذیب ہے، محمدی تہذیب ہے، قرآنی تہذیب ہے، یہ طاقتور ایمانی و اسلامی تہذیب ہے، جو دشمنوں کے مکر و فریب، منافقین کی دسیسہ کاریوں، حکومتوں کے وسائل اور خطرناک سازشوں کے باوجود بھی ہمیشہ ہمیش زندہ و زندگی بخش رہے گی، ولن تجد لسنة اللّٰہ تبدیلاً۔

☆☆..........☆☆

قادیانی عبادت گاہوں پر بم دھماکے قابل مذمت ہیں: مجلس تحفظ ختم نبوت

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائم مقام امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا محمد اعجاز نے اپنے مشترکہ بیان میں ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو لاہور میں قادیانی عبادت گاہ میں بم دھماکے اور فائرنگ کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ بے گناہوں کے قتل عام کی کسی بھی مذہب میں کوئی گنجائش نہیں، اسلام امن و آشتی کا دین ہے۔ بعض حلقوں کی رائے کے مطابق یہ بہت بڑی عالمی سازش ہے اور پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کی آڑ میں قانون توہین رسالت اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر ضرب لگانے کی سوچی سمجھی منصوبہ بندی ہے۔ دہشت گردی کی اس واردات میں بے گناہوں کو نشانہ بنایا گیا اور عالمی رائے عامہ کو قادیانیوں کے حق میں ہموار کرنے کی کوشش کی گئی ہے، علمائے کرام نے بعض ملزمان کو زندہ گرفتار کرنے پر اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ غیر جانبدارانہ تحقیقات کرکے اس سازش کا کھوج لگایا جائے اور ذمہ داران کو قانون کے حوالے کیا جائے جن لوگوں نے یہ کارروائی کی ہے وہ کسی رعایت کے مستحق نہیں، انہوں نے کہا کہ مسلمان قادیانیوں کے خلاف نہیں بلکہ قادیانیت کے خلاف ہیں، ماضی میں قادیانی اپنی مظلومیت کی آڑ میں غیر ممالک میں سیاسی پناہ اور مالی مفادات حاصل کرتے تھے کچھ عرصے پہلے ان کے خلاف انکوائری کرنے کے بعد ان کے ویزوں پر پابندی لگادی گئی انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ خفیہ ایجنسیوں، تحقیق و تفتیشی اداروں کے ذریعہ غیر جانبدارانہ انکوائری کرائی جائے تاکہ صحیح صورت حال عوام کے سامنے آجائے۔

خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان

سیکنڈ لیفٹیننٹ محمد شعیب

دنیا کے نقشے کو دیکھیں، اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرۂ ارض کے مشرق میں واقع ہے، یہ ملک بے شمار جزیروں پر مشتمل ہے، جن میں جاوا، سماٹرا، بورنیو اور سیلبز مشہور جزیرے ہیں، انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ۱۸ کروڑ آبادی کے اس ملک میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

طلوع سحر سیلبز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے، وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں، طلوع سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہوجاتی ہے اور ہزاروں موذن خدائے بزرگ برتر کی توحید اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔

مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد جکارتہ میں موذنوں کی آواز گونجنے لگتی ہے، جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہوجاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔

ملایا کے بعد برما کی باری آتی ہے، جکارتہ سے اذانوں کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے، وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکا پہنچتا ہے، بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں۔ دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے۔

سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے، سیالکوٹ سے کوئٹہ کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے۔ اس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے، پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق ہے، اس عرصے میں اذانیں حجاز مقدس، یمن، عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔

اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا دورانیہ ہے، اس عرصے میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا، ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کرکے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔

فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور ڈھاکا میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ میں بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں نماز مغرب کا وقت ہوجاتا ہے۔ مغرب کی اذانیں سیلبز سے بمشکل سماٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہوجاتا ہے، جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، اس وقت افریقہ میں فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت ہزاروں، لاکھوں موذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں؟

(ماہنامہ "الہلال" اسلام آباد)

سکھر میں ردقادیانیت کورس

سکھر (قاری محمد حسین ناصر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دفتر ختم نبوت معصوم شاہ مینارہ میں ۱۴ تا ۱۶ مئی کو سہ روزہ ردقادیانیت کورس منعقد ہوا۔ کورس کی تقریبات کی صدارت مقامی امیر آغا سید محمد نے کی، جبکہ افتتاحی تقریب میں جامعہ اشرفیہ کے ناظم اعلیٰ قاری خلیل احمد بندھانی شریک ہوئے۔ ۱۴/مئی عصر سے مغرب تک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اوصاف نبوت کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ ۱۳ اوصاف نبوت تحریر کرائے، ان میں سے ایک وصف بھی مرزا قادیانی میں نہیں پایا جاتا، لہٰذا مرزا قادیانی دعویٰ نبوت میں جھوٹا تھا۔ دوسری نشست مغرب سے عشاء تک منعقد ہوئی، جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔ ۱۵/مئی عصر سے مغرب تک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر خطاب کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق یہودیت، عیسائیت، اسلام، قادیانیت کا موقف بیان کیا۔ قرآن پاک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے دلائل تحریر کرائے۔ مغرب سے عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے امام مہدی کی تشریف آوری، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء کے دلائل تحریر کرائے۔ ۱۶/مئی عصر سے مغرب تک مولانا مفتی راشد مدنی اور مغرب سے عشاء قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔ کورس میں ڈیڑھ سو سے دو سو تک حضرات نے شرکت کی اور آخری دن مجلس کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ آخری تقریب میں مولانا پروفیسر ابو محمد اور دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کوئز پروگرام میٹرو ویل سائٹ کی تصویری جھلکیاں